اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

نمبر ۸۳ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۹ء یوم سہ شنبہ مطابق ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ جلد ۱۶

الفضل کا خاتم النبیین نمبر جلد خرید فرمائیے

"الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کی فی الحال مفصل نہیں۔ بلکہ مختصر فہرست جو عنقریب شائع کی جائے گی۔ اسے پڑھ کر احباب کرام اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ کیسے کیسے اعلیٰ پایہ کے مضامین کیسی کیسی قابل اور لائق ہستیوں نے لکھکر ارسال فرمائے ہیں۔ ہر ایک مضمون اپنے اپنے رنگ میں نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ نظمیں بھی بہت بلند پایہ موصول ہو رہی ہیں۔ غرض مضامین کے لحاظ سے یہ پرچہ انشاء اللہ بے نظیر ہوگا۔ لکھائی باریک کرا کر اس قدر مضامین درج کئے جائینگے۔ جو اڑھائی تین سو صفحہ کی کتاب میں آسکیں۔ چھپائی کے لئے خاص احتیاط کی جائے گی۔ تاکہ باریک لکھائی بآسانی اور عمدگی سے پڑھی جاسکے۔ یہ تیاریاں تو ہماری طرف سے ہو رہی ہیں۔ اب آپ فرمائیے۔ آپ نے اس پرچہ کی اشاعت کے لئے کیا کوشش فرمائی۔ اگر ابھی تک آپ نے خاتم النبیین کے لئے آرڈر نہیں دیا۔ تو فوراً ارسال فرمائیے۔ اور اگر دے چکے ہیں۔ تو اس میں اضافہ کیجئے۔ انشاء اللہ پرچہ ظاہری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے ایسا دلکش ہوگا۔ کہ ہر ایک مسلمان بڑی خوشی سے حاصل کرنا چاہیگا۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مختلف مقامات پر لوگوں کے سامنے یہ پرچہ پیش کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اور اس کے مطالعہ کی تحریک کی جائے۔ احباب کو چاہئے۔ جلد سے جلد تحریر فرمائیں۔ کہ انہیں کس قدر کاپیاں بھیجی جائیں؟

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ حضور نے ۲۶ اپریل خطبہ جمعہ میں احباب سلسلہ کو گذشتہ سال کا بجٹ پورا کرنے۔ الفضل کا خاتم النبیین نمبر زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرنے اور ۲ جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے کی طرف پُرزور الفاظ میں توجہ دلائی یہ خطبہ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج ہوگا۔

منڈی قادیان میں قطعات اراضی کی فروخت حسب اعلانات ۲۸ اپریل صبح ساڑھے سات بجے شروع ہوگئی۔ بیرونجات سے بھی احمدی، غیر احمدی اور ہندو اصحاب خرید کے لئے آئے ہیں۔

"الفضل" کے خاتم النبیینؐ نمبر کی قیمت

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر مئی کے آخری ہفتہ میں انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔ مضامین کے لحاظ سے صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت فرمودہ ترتیب و عنوانات کے ماتحت مہیا ہو رہے ہیں۔ اور اس میں ہر مذہب و ملت، اور ہر مشرب و مسلک کے فضلاء نے حصہ لیا ہے۔ کاغذ۔ چھپوائی اور لکھائی کے اعتبار سے دیدہ زیب اور دلکش بنانے میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہوگا۔ اور اس کا حجم ۶۰ تا ۷۲ صفحات ہوگا۔ بایں ہمہ قیمت اصل اخراجات کے برابر ہی رکھی ہے۔ کیونکہ اصل مقصود اس خاص نمبر کی اشاعت سے حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے فضائل کا نشر ہے۔ نہ کہ حصول منافع دُنیا۔

قیمت فی پرچہ ۵/۔ ۴ سے ۲۵ تک ۴/۔ ۲۶ سے ۱۰۰ تک ۳/۔ ۱۰۰ سے زائد ۲۵ فی صدی کمیشن۔

اس کے علاوہ محصول ڈاک یا خرچہ ریلوے دفتر "الفضل" کے ذمہ ہوگا۔ یہ مزید رعایت ہے۔

تمام فرمائشات کی تعمیل نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ وی۔ پی ہوگی۔ منی آرڈر و رجسٹری کی فیس بذمہ خریدار۔ کوئی پرچہ واپس نہیں لیا جائے گا۔ مستقل ایجنٹیوں اور سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی مستقلہ تحریر پر کہ قیمت بہر حال فلاں تاریخ تک ادا ہو جائے گی۔ بغیر وی۔ پی بھی پرچے بھیجے جا سکیں گے۔ ایجنسیاں فی پرچہ ۵/ کے حساب سے فروخت کریں گی۔

مستقل خریداران الفضل کو (جن سے کم از کم ایک ماہ پیشتر اور دو ماہ بعد کی قیمت آ چکی ہو۔ یا چھ ماہ کے نئے خریدار بنیں) یہ پرچہ مفت ملے گا۔

مہتمم طبع و اشاعت (الفضل) قادیان

الفضل کا خاتم النبیینؐ نمبر اور احباب کرام

ذیل میں خاتم النبیین نمبر کے خریداروں کی دوسری قسط شائع کی جاتی ہے۔ اگرچہ احباب اس اہم امر کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ لیکن جیسی توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ ابھی نظر نہیں آتی۔ چونکہ چھپائی کا کام عنقریب شروع ہو جائے گا جس کے لئے تعداد اشاعت کا اندازہ لگانا ضروری ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد مطلع فرمائیں وہ کس قدر پرچے منگائیں گے۔

(۱) مولوی چراغ دین صاحب مولوی فاضل گورداسپور - ۵۰ پرچہ
(۲) میاں غلام نبی صاحب امرتسر - ۳۵ ״
(۳) ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ کبیر والہ ضلع ملتان - ۳۰ ״
(۴) مرزا عبد الکریم صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ شفاخانہ جنید - ۲۵ ״
(۵) محمد الدین احمد صاحب رانچی - ۱۵ ״
(۶) ملک سراج دین صاحب ممبر پالم ضلع سیالکوٹ - ۱۲ ״
(۷) محمد زبیر صاحب بھوانی - ۱۱ ״
(۸) عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر انبالہ - ۸ پرچہ
(۹) محمد عبد العزیز صاحب فاروقی گوکھووال - ۸ ״
(۱۰) میاں شمس الدین صاحب ٹھٹہ سانگھا - ۷ ״
(۱۱) غلام حسین صاحب پٹواری مونگ کے - ۴ ״
(۱۲) سید صادق علی صاحب ریٹائرڈ انجینیر مقام ٹنک پور - ۴ ״
(۱۳) میاں عنایت اللہ شاہ قریشی چتہ سندھواں - ۴ ״
(۱۴) محمد عبد اللہ صاحب قادیان - ۳ ״
(۱۵) سید احمد صاحب وکیل ریاست رام پور - ۳ ״

مبارک باد

یہ خبر نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ ہماری جماعت کے نہایت معزز و مکرم اور مخلص فرد جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب جو ڈاکٹری کے لحاظ سے بھی نہایت قابل ہستی ہیں۔ سول سرجن ہو کر رہتک سے کیمل پور تشریف لے گئے ہیں۔ ہم اس ترقی پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ یہ اعزاز جناب میر صاحب کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور بیش از بیش خدمات دین کا انہیں موقعہ بخشے۔

اشتہار دینے والے اصحاب سے گذارش

الفضل کا خاتم النبیین نمبر بہت بڑی تعداد میں شائع ہوگا۔ جو کم از کم ایک لاکھ آدمیوں کے مطالعہ میں آسکے گا۔ ہندوستان کے ہر علاقہ میں بکثرت شائع ہونے کے علاوہ انگلینڈ۔ امریکہ۔ افریقہ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ ماریشس۔ سیلون وغیرہ ممالک میں بھی بھیجا جائیگا۔ اشتہار دینے والے اصحاب بہت جلد جگہ ریزرو کرا لیں۔ نرخ بہت ارزاں ہیں اشتہارات کے لئے بہت تھوڑے صفحے مخصوص ہونگے۔ ہر اشتہار علیحدگی کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

چندہ مسجد لنڈن

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی چندہ مسجد لنڈن کی تحریک جماعت احمدیہ میمیو (برما) کی مستورات کو پڑھ کر سنائی۔ جس پر انہوں نے مبلغ ۱۶ عہ/ جمع کر کے ناظر صاحب بیت المال قادیان کے نام ارسال کئے ہیں۔ خاکسار حمید احمد کلرک

جماعت ہائے صوبہ سندھ توجہ فرمائیں

مرکز نے جماعت احمدیہ سکھر کو صوبہ سندھ کی مرکزی انجمن قرار دیا ہے۔ اور صوبہ سندھ میں ۲ جون کے جلسوں کا انتظام اس کے ذمہ ڈالا ہے۔ جس کے لئے آج تک اکثر اصحاب کو خطوط لکھے جا چکے ہیں۔ اور بعض کو یاددہانیاں بھی ارسال ہوئیں۔ لیکن سوائے ایک یا دو جماعتوں کے کسی کی طرف سے جواب تک نہیں آیا۔ بندہ اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعت ہائے سندھ سے ملتجی ہے۔ کہ وہ کم از کم اپنے اپنے شہر میں جلد سے جلد ۲ جون کے جلسہ کا انتظام کر کے مقام جلسہ، منتظم جلسہ کا نام و پتہ اور لیکچرار صاحبان کے نام و ایڈریس سے اس عاجز کو نیز صیغہ ترقی اسلام قادیان کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

صوبہ سندھ میں کم از کم ۲۰۰ جلسوں کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ گو انتظامی طور پر یہ کام مرکزی جماعت پر ڈالا گیا ہے۔ لیکن پانچ دس اصحاب پر مشتمل جماعت سکھر پر ہی سارا کام چھوڑ دینا اور انتظام میں ہاتھ تک نہ بٹانا ہماری امید کے خلاف ہونے کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے منشاء کے خلاف بھی ہے امید ہے۔ کہ جماعت ہائے سندھ کے عہدہ دار صاحبان جلد سے جلد توجہ فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

عاجز محمد حسین خان سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ عربیاب بادشاہ سکھر

احباب صوبہ بہار کی اطلاع کیلئے

بہت سے احمدی احباب صوبہ کے مختلف مقامات پر آباد ہیں۔ مگر صوبہ کی مرکزی انجمنوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس وجہ سے ایسے کاموں میں جو سارے صوبہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ پراونشل انجمن احمدیہ ان سے مدد حاصل نہیں کر سکتی۔ بلکہ یہ بھی خبر ملی ہے۔ کہ ایسے احباب بھی ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل تو ہو گئے۔ مگر وہ منفرد ہونے کی وجہ سے جماعت کے تعمیری کاموں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ایسے کل احباب اور انجمنوں سے گذارش ہے۔ کہ وہ براہ کرم اپنے پتوں سے عاجز کو مطلع کریں۔ اس وقت ۲ جون کے جلسوں کا انتظام بہت اہم ہے۔ جس میں ہر ایک احمدی کو پورے جوش سے حصہ لینا ضروری ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ پراونشل انجمن احمدیہ بہار کو ہر ایک احمدی کے نام و پتہ سے واقفیت ہو۔ ارادت حسین احمدی سکرٹری دعوت و تبلیغ پراونشل انجمن احمدیہ بہار

درخواست دعا مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری کی اہلیہ محترمہ تین چار یوم سے سخت بیمار ہیں۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۵ | قادیان دارالامان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

گاندھی جی اور راجپال

اظہار رائے

آخر گاندھی جی کو بھی جنہیں ہندوؤں کے ہاتھوں قتل ہونے والے مسلمانوں کے متعلق شاذ ہی کبھی لب کشائی کی ضرورت محسوس ہوئی ہو۔ اسمبلی کے بم اور راجپال کے چھرے کے متعلق اظہار خیالات کی تکلیف گوارا کرنا ہی پڑی۔ کیونکہ مقتول اور بم پھینکنے والے ہندو تھے۔ گاندھی جی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" کے تازہ پرچہ میں ان دونوں امور کے متعلق جنہیں قدرت نے اپنی خاص مصلحت اور حکمت کے ماتحت ایک دوسرے کے متصل کر دیا ایک مضمون لکھا ہے۔ اس کا جو خلاصہ خبر رسان ایجنسی کے ذریعہ ملک میں شائع ہوا ہے۔ اور جسے آریہ اخبارات نے نمایاں طور پر اپنے صفحات میں درج کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ اس مضمون کی ابتدا مساویانہ الفاظ کے ساتھ اس طرح شروع کی گئی ہے:۔

"ہندو نام رکھنے والے اشخاص کے اسمبلی میں بم پھینکنے اور مسلمان نام رکھنے والے راجپال کے قاتل کی چھری کی پشت پر ایک ہی دیوانہ انتقام اور نامردانہ غصہ کا فلسفہ کام کرتا ہے۔"

(پرتاپ ۲۰۔ اپریل ۲۹ء)

افسوسناک ذہنیت

لیکن اس فقرہ کے معاً بعد گاندھی جی کا سا انسان بھی افسوسناک ذہنیت کا اظہار کرنے سے باز نہ رہ سکا۔ انہوں نے گورنمنٹ کے متعلق تو بڑے زور سے لکھا ہے:۔

"حکومت بے وقوفی کرے گی۔ اگر وہ بھی گھبرا کر مقابلہ میں دیوانگی پر اتر آئے گی۔"

لیکن وہ ہندو جو راجپال کے قتل کے واقعہ سے فی الواقعہ دیوانگی پر اتر آتے ہیں۔ ان کی "بے وقوفی" کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر فشانی

ہندوؤں کے ایک بہت بڑے طبقہ نے ایک طرف راجپال کو غیر معمولی وقعت دینے اور دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گندے سے گندے الفاظ استعمال کرنے اور الزام تراشنے میں جسقدر سرگرمی دکھائی ہے۔ اس سے گاندھی جی اپنے نازک کندھوں پر ایک اخبار کی ایڈیٹری کی ذمہ داریاں رکھتے ہوئے ناواقف نہیں ہو سکتے۔ وہ ہندو اور خاص کر آریہ اخبارات کو ایک سرسری نظر دیکھ کر اندازہ لگا سکتے تھے کہ ان میں مسلمانوں کے خلاف کس قدر زہر فشانی کی جا رہی ہے۔ لیکن انہوں نے نہ صرف اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ بلکہ راجپال کو "شہید" کا مرتبہ عطا کرتے ہوئے اور اس کے لواحقین کے ساتھ ماتم میں شرکت کا یقین دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں شہید کے اہل کنبہ کے ساتھ اظہار ماتم کرتا ہوا امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اور آریہ سماجی ایک دیوانے کی کارروائی کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف کوئی برا خیال اپنے دل میں نہ رکھیں گے۔"

گاندھی جی کی امید

اگر ان الفاظ کا یہ مطلب ہے۔ کہ آریہ سماجی راجپال کے قتل کی کارروائی کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف کوئی برا خیال اپنے دل میں نہ رکھیں گے۔ بلکہ سب کچھ ظاہر کر دیں گے۔ تو ہم تسلیم کئے لیتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کی امید ایک بڑی حد تک پوری ہو رہی ہے۔ لیکن اگر کوئی اور مطلب ہے۔ تو پھر ہماری سمجھ میں سوائے اس کے کچھ نہیں آتا۔ کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے متعلق آریوں بلکہ ان کے رشی دیانند کے خیالات سے اچھی طرح واقف ہوتے ہوئے یہ امید ہمدردانہ خول کے جوش کی وجہ سے ظاہر کی ہے ورنہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

بم پھینکنے والے اور چھری چلانے والا

گاندھی جی نے "بم" اور "چھری" کی پشت پر ایک ہی قسم کا دیوانہ انتقام اور نامردانہ غصہ" قرار دینے کے باوجود بم پھینکنے والوں کو بری ثابت کرنے کے لئے تو اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ اور صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے:۔

"بم پھینکنے والوں کو ان کی دیوانگی کے لئے کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا"۔ لیکن انہیں یہ توفیق نہ حاصل ہوئی۔ کہ چھری استعمال کرنے والے کے متعلق بھی اسی "فلسفہ" کو کام میں لاتے۔ اور بتقاضائے انصاف یہ کہہ دیتے۔ کہ "چھری چلانے والے کو اس کی دیوانگی کے لئے کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا"۔ اس مختلف سلوک کی وجہ سوائے اس کے کیا خیال کی جا سکتی ہے۔ کہ چھری چلانے کا الزام "مسلمان نام رکھنے والے" پر تھا۔ مگر بم پھینکنے والے "ہندو نام رکھنے والے اشخاص" ہیں۔

گاندھی جی کی انصاف پسندی

پھر گاندھی جی نے نہ صرف بم پھینکنے والوں کو ان کی "دیوانگی" کے باعث ہر قسم کے الزام سے بری قرار دیا ہے۔ بلکہ سارا قصور گورنمنٹ کا قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"عوام کے جذبات کے متعلق لاپرواہانہ رویہ اختیار کر کے وہ قوم کو مضطرب بنا رہی ہے۔ اور اس اضطراب کا کچھ لوگوں کو گمراہ کر دینا ایک لازمی امر ہے۔"

کاش گاندھی جی کی انصاف پسندی گورنمنٹ تک ہی محدود نہ رہتی۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی اس سے کچھ حصہ ملتا۔ اور گاندھی جی کہہ دیتے "مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے متعلق دل آزارانہ رویہ اختیار کر کے آریہ جاتی انہیں مضطرب بنا رہی ہے"۔ اور اس اضطراب کا کسی شخص کو گمراہ کر دینا ایک لازمی امر ہے۔ اگر گورنمنٹ کا عوام کے جذبات کے متعلق لاپرواہانہ رویہ اسمبلی میں بم پھینکنے والوں کو جرم سے بری قرار دے سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ آریوں کا مسلمانوں کے مقدس جذبات کے متعلق اشتعال انگیز اور رنجدہ رویہ کسی کو گمراہ کرنے کا موجب نہ سمجھا جائے۔ مگر بات وہی ہے۔ بم چلانے والے ہندو ہیں۔ اور چھری چلانے کا الزام مسلمان نام رکھنے والے پر ہے۔

بم اور چھری کے خلاف کارروائی

گاندھی جی نے "بم کے خلاف آسانی کے ساتھ کارروائی" کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اور وہ یہ کہ:

"گورنمنٹ چاہے۔ تو اسے ایک دن میں بند کرا سکتی ہے۔ دہشت انگیزی کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ قومی مطالبہ کو شان سے اور بروقت پورا کرنے سے"۔

گاندھی جی اپنے آپ کو مسلمانوں کا بھی ایسا ہی ہمدرد اور خیرخواہ بتایا کرتے ہیں۔ جیسا ہندوؤں کا۔ لیکن افسوس کہ عملی طور پر اس دعوٰی کو پایۂ ثبوت تک پہونچانے کی انہوں نے کبھی ضرورت نہیں سمجھی۔ اسی موقعہ پر دیکھ لیجئے۔ جب ایک ہی رنگ کی دو باتیں ان کے سامنے پیش ہوئیں۔ تو انہوں نے صرف اس پہلو کو لیا۔ جو ہندوؤں کے لئے مفید تھا۔ اور دوسرا پہلو جس کا تعلق مسلمانوں سے تھا۔ اسے بالکل نظر انداز کر گئے حتٰے کہ ان سے اتنا بھی تو نہ ہو سکا۔ کہ آریوں کو اس قسم کی فتنہ انگیزی سے باز رہنے کی تلقین کرتے جس کا ارتکاب راجپال نے کیا۔ اور اس حد تک کیا۔ کہ اس کے متعلق انہیں خود بھی اظہار نفرت کی ضرورت پیش آئی تھی۔ وہ اسی "فلسفہ" کو کام میں لاتے ہوئے جسے انہوں نے اسمبلی میں بم پھینکنے والوں اور گورنمنٹ کے متعلق استعمال کیا تھا۔ یہ بھی کہہ سکتے تھے چھری کے خلاف بھی زیادہ آسانی کے ساتھ کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اسلام میں چھری کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے آریہ سماج چاہے۔ تو اسے ایک دن میں بند کرا سکتی ہے۔ بدزبانی کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی اس دوستانہ درخواست کو منظور کر کے۔ کہ خدا کے پاک اور برگزیدہ بندوں کے متعلق درشت کلامی نہ کی جائے۔ اور جو بدطینت اس فعل کے مرتکب ہوں۔ ان کی کسی رنگ میں حوصلہ افزائی نہ کی جائے تاکہ دو ایسی قوموں میں جن کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فتنہ باز لوگ منافرت اور عداوت کی آگ کو نہ بھڑکا سکیں۔

بہت معمولی مطالبہ

یہ کوئی غیر معمولی مطالبہ نہیں اور نہ ایسا مطالبہ ہے۔ جس میں آریوں کا کچھ نقصان ہو۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ مسلمان یہ اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ ہندو دھرم کے بزرگوں کی ہر طرح تعظیم و تکریم ملحوظ رکھینگے۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے قطعاً کوئی تعلق نہ رکھینگے۔ لیکن گاندھی جی نے اس طرف مطلقاً توجہ نہیں فرمائی۔ بلکہ راجپال کو "شہید" کا خطاب دے کر ایک رنگ میں ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ جو بد زبانی اور فحش کلامی کے ذریعہ "شہید" بننا چاہتے ہوں۔

شریف ہندوؤں سے درخواست

اگرچہ حالات بہت مایوس کن ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ شریف اور امن پسند ہندوؤں کی کمی نہیں۔ ہم انہی سے درخواست کرتے ہیں وہ ہماری اس گذارش پر غور فرمائیں۔ کہ کسی مذہب کے بزرگوں کے خلاف درشت کلامی نہ کی جائے بلکہ ان کی تعظیم و تکریم ملحوظ رکھی جائے۔ اس طریق پر عمل کرنے سے نقصان تو کسی کا بھی نہیں لیکن فائدہ بہت بڑا ہے۔ ہندو مسلمانوں میں دوستانہ تعلقات قائم ہو جائینگے۔ ملک میں امن و امان ہو جائیگا۔ ملکی ترقی بہت سرعت کے ساتھ ہو سکے گی۔ غرض ہر رنگ میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

آریہ گرلز سکول اور مرد اُستاد

آریہ سماجی دوست یوں تو تمام دنیا کو سوامی دیانند کی پیش کردہ تعلیم پر کار بند کرنے کی تجاویز سوچ رہے ہیں۔ لیکن عملاً یہ حالت ہے۔ کہ خود روزمرہ کے واقعات میں بھی سوامی جی کی ہدایات پر عمل نہیں کر سکتے۔ سوامی جی کا ارشاد ہے۔

"جو استاد۔ استانیاں اور نوکر چاکر ہوں۔ ان میں لڑکیوں کے مدرسہ میں عورتیں۔ اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہونے چاہئیں زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے"۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۳)

لیکن آریہ گزٹ (۲۰ر اپریل) میں اینگلو ورنیکلر ہندو گرلز مڈل سکول فیروز پور شہر میں بورڈنگ ہاؤس کے افتتاح کا ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

"پنڈت جاتی رام صاحب ہیڈ ماسٹر جو بڑے تجربہ کار سنجیدہ مزاج اور سدا چاری ہیں۔ شب و روز بورڈنگ میں رہینگے"۔

لطف یہ ہے۔ کہ اعلان کرنے والے صاحب جو خود بھی مرد ہیں گرلز سکول کے "ادھیاپک" ہیں

یہ امر موجب مسرت ہے کہ آریہ سماجی ہمارے اس خیال سے عملاً اتفاق کر رہے ہیں۔ کہ سوامی دیانند کی پیش کردہ تعلیم پر وہ عمل نہیں کر سکتے۔ لیکن زبانی طور پر اس کا اعتراف کرنے کی ابھی ان میں جرأت نہیں۔ آریہ یوں تو ستیارتھ پرکاش کی کئی اہم باتوں کی خلاف ورزی اپنے عملی پروگرام کا جزو اعظم قرار دے چکے ہیں لیکن ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی آریہ اسکے الفاظ میں تھوڑا سا بھی تغیر و تبدل کرنے کی جرأت کرے۔ تو اسے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

بد امنی کی جڑ

آریہ گزٹ (۲۰ر اپریل) لکھتا ہے:-

"مہاشہ راجپال اپنے دھرم پر اپنی جان قربان کر گئے۔ انہوں نے اپنا فرض کماحقہٗ طور پر پورا کر دیا۔ اب ہماری باری ہے۔ کہ اپنے فرض کو پورا کریں۔ وہ فرض یہ ہے۔ کہ جس کام کیلئے انہوں نے سینہ پر چھری کھائی ہے۔ جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے پران نچھاور کئے ہیں۔ اس کام کو پورے زور اور سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں"

الفاظ صاف اور پوری طرح واضح ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے۔ راجپال کی بدگوئی اور بد زبانی کو جاری رکھنا آریہ سماج کا فرض ہے۔

حکومت اگر چاہے تو ملک میں بد امنی کی جڑ اور فتنہ و فساد کا سرچشمہ ان الفاظ میں ڈھونڈ سکتی ہے۔

مسلمانوں کی صاف دلی کا اعتراف

راجپال کی فتنہ انگیز کتاب کی اشاعت سے لے کر آج تک جو رویہ آریہ سماج نے اس کے متعلق اختیار کیا۔ وہ یقیناً اعانت مجرمانہ ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے اپنی قوم کے مجرموں کے متعلق ہمیشہ یہ روش رکھی ہے۔ کہ انہیں دبایا اور کمزور کیا جائے قتل راجپال پر بھی جبکہ ہندو اسے مسلمانوں کی سازش بلکہ اسلامی تعلیم کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔ مسلمانوں نے نہایت مناسب اور معقول راہ اختیار کی۔ جس کا اعتراف خود شریف اور غیر متعصب ہندوؤں کو بھی ہے۔ چنانچہ ایک ہندو صاحب ورشی (۲۸ر اپریل) میں لکھتے ہیں:-

"اگرچہ بعض ہندو جرائد قتل راجپال کی آڑ میں مذہب اسلام اور اس کے بانی جناب حضرت محمد صاحب کی ذات بابرکات کے خلاف نہایت کمینے الزامات تراشنے میں مصروف ہیں لیکن مسلمان لیڈروں کی صاف دلی ملاحظہ ہو۔ کہ وہ ان ناقابل برداشت حملوں کو سنتے ہوئے بھی قتل راجپال میں ان کے ساتھ نہایت خلوص دلی سے اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ ہم مسلمان بھائیوں کا اس صاف دلی اور اظہار ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہیں"۔

آریوں کو ایک معزز ہندو کی اس شہادت سے سبق حاصل کرنا چاہئے

ستیارتھ پرکاش اور سکھ

ہندوستان میں باہمی لڑائی جھگڑوں کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ایک قوم دوسری کے بزرگوں اور پیشواؤں کے متعلق اس رواداری اور وسعت خیالی سے کام نہیں لیتی۔ جو خوشگوار تعلقات کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یہ ایک نہائت ہی افسوسناک مگر ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ آریہ سماج میں یہ مرض بہت عام ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی کی تصنیف ستیارتھ پرکاش باہمی منافرت کو زیادہ کرنے میں لاجواب ثابت ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے متعلق اس میں جو کچھ گوہر افشانی کی گئی ہے۔ اس کا تو ذکر ہی کیا۔ سکھوں کے متعلق جنہیں ہندو قوم اپنا حصہ قرار دیتی ہے۔ بہت کچھ کہا گیا ہے۔

سکھ اخبار شیر پنجاب (۱۲ر اپریل) لکھتا ہے۔

"کیا ہی اچھا ہو۔ کہ چودھویں سمولاس کو ستیارتھ پرکاش سے بالکل اڑا دیا جائے۔ یا کم از کم اس کا وہ حصہ نکال دیا جائے جس میں شری گورو نانک دیو جی اور شری گورو گوبند جی مہاراج کے خلاف غلط الزامات لگائے گئے ہیں۔ جن سے سکھوں اور آریوں کے درمیان کبھی نہ مٹنے والی خلیج حائل ہو گئی ہے۔ . . . . جس نے آریہ سماجیوں اور سکھوں کو ایک دوسرے کا دوامی دشمن بنا دیا ہے"۔

آریہ صاحبان اگر مسلمانوں کو اپنے سوامی کی گالیوں اور درشت کلامیوں سے نجات نہیں دلا سکتے۔ تو سکھوں کی بات ہی مان لیں۔

"زمیندار" اور قتل راجپال

"زمیندار" جس نے راجپال کے واقعہ قتل پر مقتول اور اس کے لگے بندھوں کی ہمدردی اور حملہ آور کی مذمت کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ اسمبلی میں حادثہ بم کے متعلق ایسے انداز سے خامہ فرسائی کی ہے۔ جس میں خوشی اور مسرت کا پہلو نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ کیا بلحاظ نوعیت اور کیا بلحاظ اثرات اس قابل ہے۔ کہ راجپال کا قتل اس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ زمیندار (۱۱ر اپریل) حادثہ بم کو ۱۹۲۹ء کا وہ جادو جو سر پر چڑھ کر بولا قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:

"۸ر اپریل کو حکومت کے قدم گاہ میں سر جان سائمن کی آنکھوں کے سامنے مجلس مرکزیہ وضع آئین و قوانین کے بھرے اجلاس کے اندر جن دو نوجوانوں نے پہلے تلے اوپر دو بم پھینک کر ان کے پے بہ پے دھماکوں سے سر جان شو سٹر وزیر خزانہ اور بعض دوسرے ارکان کو زخمی کیا۔ پھر ہوا میں فائر کر کے اس افراتفری کو جو بموں کے پھٹنے سے پھیل گئی تھی۔ بڑھایا۔ اور رہی سہی کسر اس سرخ انقلابی اعلان کی بوچھاڑ سے پوری کر دی۔ جس کا مضمون اشاعت دیروزہ میں قارئین کرام کی نظر سے گذر چکا ہے۔ وہ یقیناً ۱۹۲۹ء کا جادو تھے جو سر پر چڑھ کر بولا۔ اور ان کا یہ ہنگامہ آفرین فعل ایسا نہیں کہ اس کے مالہٗ و ماعلیہ اور عواقب و نتائج پر رہنمایان ملک سے بھی زیادہ حکومت کے اعضاء ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے لئے اپنے وقت کے چند لمحے نہ نکالیں"۔

اگر "زمیندار" کے دل میں اسلام اور بانی اسلام کی کچھ بھی وقعت ہوتی۔ تو وہ راجپال کے واقعہ کے متعلق آریوں کو بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی طرف متوجہ کرتا۔ اور ان کی طرف سے اسلام پر جو الزام لگائے جا رہے ہیں ان سے باز رہنے کی درخواست کرتا۔ ذاتی اغراض اور دنیوی مفاد پر مذہب کو قربان کرنے کی یہ نہائت ہی افسوسناک مثال ہے۔ جو زمیندار نے پیش کی ہے۔

۲ جون کے جلسے اور معاصر "عزیز وطن"

صوبہ سی۔ پی کے مسلم معاصر "عزیز وطن" نے اپنے ۱۲ر اپریل کے پرچہ میں ۲ جون کے جلسوں کے متعلق پر زور الفاظ میں تحریک کی ہے۔ اور ان سطور کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ اگرچہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک سے دنیا کو واقف کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اور جو شخص اس مقصد کے لئے کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ لیکن آج کل کے زمانہ میں جبکہ عام مسلمان اپنے مذہب سے غافل ہو چکے۔ اور مذہبی امور میں حصہ لینا تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ معاصر موصوف کا وہ جذبہ جس کے ماتحت اس نے ۲ جون کے جلسوں کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے سعی فرمائی ہے۔ نہائت ہی خوش کن اور قابل تعریف ہے دیگر مسلم معاصرین کو بھی اس مبارک تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ لے کر سرور دوجہان سے اپنے اخلاص اور محبت کا ثبوت دینا چاہئے ؛

انبالہ ڈویژن اور محکمہ تعلیم

اگرچہ ضابطہ تعلیم پنجاب کے باب سوم کی دفعہ تین میں پسماندہ طبقات کی خاص طور پر تعلیم کے متعلق امداد کرنے کا ذکر ہے لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی دیکھئے۔ ان کی حالت زار ذمہ دار حکام کی توجہ اپنی طرف کھینچنے میں قطعاً ناکام چلی آتی ہے اور صوبہ کے ہر حصہ میں ان سے نہائت افسوسناک سلوک روا رکھا جاتا ہے معاصر انقلاب (۲۴ اپریل) نے انبالہ ڈویژن کے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے سرکاری سکولوں کے متعلق جس حقیقت حال کا اظہار کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے تعلیم میں ترقی کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ معاصر موصوف لکھتا ہے

"انبالہ ڈویژن کے ۱۹ ہیڈ ماسٹروں میں اس وقت صرف ۲ مسلمان ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور ان تینوں میں بھی صرف ایک مستقل ہیڈ ماسٹر ہے۔ لیکن وہ بھی عنقریب پنشن پر جانے والا ہے"

ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعلیم کا کچھ بھی لحاظ کیا جا رہا ہے۔

حلقہ شہر دہلی کا مخلوط انتخاب

فری پریس کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت مالوی ڈاکٹر انصاری کو شہر دہلی کی طرف سے اسمبلی کی نشست کے لئے امیدوار بننے کی تحریک کر رہے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تو پھر ابوالکلام صاحب آزاد کو اس کے لئے آمادہ کیا جائیگا۔ غرض اس سے یہ ہے۔ کہ اسمبلی میں ایسا مسلمان بھیجا جائے۔ جو نہرو رپورٹ پر ایمان لا چکا ہو۔ اور اسے مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیکر نہرو رپورٹ کی تائید کا ڈھونگ رچا جائے

دہلی شہر کا حلقہ مخلوط ہے یعنی ہندو مسلمان ملکر ممبر منتخب کرتے ہیں چونکہ ہندو ووٹروں کو وہاں کثرت حاصل ہے اس لئے اپنے منشاء کا ممبر منتخب کرنا ان کیلئے کوئی مشکل امر نہیں اور وہ یقیناً ایسا ہی کرینگے لیکن یہ تجویز اور اس کا نتیجہ مخلوط انتخاب کے متعلق مسلمانوں کی آنکھیں کھولدیگا۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس طریق انتخاب کا ایک بہت بڑا نقصان جو یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو اپنے اثر و رسوخ سے وہی مسلمان منتخب کرائینگے جو نام کے تو مسلمان ہونگے لیکن کام ہندوؤں کا کرینگے بالکل یقینی ہے ؛

اشارات

اگرچہ ایک ایسے شخص کو جو نسل انسانی میں سے سب سے مکرم اور معزز انسان کی شان میں بدزبانی کرنے کے بعد کیفر کردار کو پہنچ جائے "شہید" کا خطاب دینا اس مقدس اور متبرک اسلامی لقب کی اتنی بڑی ہتک ہے۔ جو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن آریہ صاحبان کی سینہ زوری اور زبردستی ملاحظہ ہو۔ ایک طرف تو راجپال کے واقعہ قتل کی آڑ لے کر اسلام کو بدنام کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف "شہید" کی اسلامی اصطلاح کے سوا انہیں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں ملتا جو راجپال کے اعزاز میں استعمال کر سکیں۔

اس سے جہاں آریہ دھرم کی تہی دامنی کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام وہ مذہب ہے۔ جو اپنے بدترین دشمنوں کو ان کی زندگی میں ہی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ مرنے کے بعد بھی انہیں زیربار احسان رکھتا ہے۔ راجپال نے اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف ناپاک اور بدترین گالیوں کا پلندہ شائع کر کے نہ صرف بہت کچھ مالی فائدہ اٹھایا۔ بلکہ آریوں میں بہت بڑی شہرت بھی حاصل کر لی۔ ہزاروں روپے اس کی امداد کے لئے جمع کئے گئے۔ خاص طور پر اس کی کتابوں کی بکری ہوئی۔ اور آریہ اسے بے حد قدر و قعت کی نظر سے دیکھنے لگے یہ تو اسے جیتے جی اسلام سے کمینہ اور رذیلانہ طریق سے دشمنی کرنے سے فائدہ حاصل ہوا۔ اور جب وہ قتل ہو گیا۔ تو پھر بھی اسلام کا ہی ممنون احسان ہونا پڑا۔ کہ آریوں نے ایک اسلامی خطاب مستعار لے کر اس کے نام کے ساتھ چپکا دیا۔

اگر شکر گذاری اور احسان مندی کا مادہ ہمارے آریہ بھائیوں میں ہو۔ تو وہ محسوس کر سکتے ہیں۔ جس مذہب کی بدترین مخالفت کرنے والے نہ صرف زندگی میں بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اس پر اعتقاد رکھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے دین و دنیا میں کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

اخبار "پرتاپ" (۲۰ اپریل) کے نزدیک معاصر "خلافت" نے یہ فقرہ لکھکر کہ "لاہور میں مہاشے راجپال کے قتل کے سلسلہ میں غازی علم الدین کو گرفتار کیا گیا ہے" اسمبلی میں بم پھینکنے والوں سے بھی سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بم بازوں کی تو ایک رنگ میں "پرتاپ" نے حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس نے نہ صرف کوئی مذمت آمیز لفظ ان کے متعلق استعمال نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہہ کر ان کے شرمناک فعل پر پردہ ڈالنا چاہا ہے "گورنمنٹ ملک کے لیڈروں کی نہیں سنتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان پارٹی ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے"۔

لیکن علم الدین کو "غازی" لکھنے پر وہ اس قدر نخل در آتش ہوا ہے کہ اپنی تہذیب و شرافت کی مکمل نمائش کرنے پر مجبور ہو گیا ہے ؛

چنانچہ لکھتا ہے:۔

"آہ کمینگی اور بے ایمانی تیرا ستیاناس۔ تو اچھے بھلے انسان کو پاگل بنا دیتی ہے۔ اور تیرے زیر اثر وہ غازی جیسے شاندار لفظ کو ان لوگوں کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جن کے حصے میں بدنامی اور رسوائی کے سوا کچھ آیا ہی نہیں"

حیرت ہے یہ الفاظ وہ لوگ لکھ رہے ہیں۔ جو خود شہید جیسے شاندار لفظ کو ان لوگوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جن کے حصے میں بدزبانی اور بیہودہ گوئی کے سوا کچھ آیا ہی نہیں۔ بھلا آریہ صاحبان یہ تو فرمائیں۔ راجپال نے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی کا پلندہ شائع کرنے کے سوا اور کونسا کارنامہ سر انجام دیا کہ اسے "سرگباشی شہید" قرار دیا جا رہا ہے۔ آریہ ایک شاندار اسلامی لفظ کو نہائت بے جا اور بے محل استعمال کرتے ہوئے قطعاً اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ مسلمانوں کو ایسے لفظ کے استعمال سے روکیں۔ جو غیر معمولی حالات میں اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے والے کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے۔

"پیغام صلح" نے بہت کچھ سوچ بچار کے بعد علماء کی ڈاڑھیاں منڈانے کی تجویز پیش کرنے والے ملیح آبادی صاحب کو سنجیدہ۔ فہمیدہ اور آقا کے خطاب دیتے ہوئے اور "نہائت جرأت اور دلیری سے کام" لینے والا بتاتے ہوئے صرف اس بات کی "ضمانت" کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ

"اگر تمام ہی علماء ڈاڑھیاں منڈا دیں۔ تو بھی اس بات کی کیا ضمانت ہے۔ کہ آئندہ وہ ان فتنہ پردازیوں سے باز آجائینگے۔ جو تکفیر مسلمین کے پردہ میں صادر ہوتی ہیں۔ (پیغام۔ ۱۹ اپریل)

ہمارے نزدیک یہ مطالبہ قبل از وقت ہے۔ پہلے شمس العلماء ملیح آبادی صاحب کی تجویز پر عمل پیرا ہو کر "علماء سو" سے امتیاز تو پیدا کریں اور پھر ملیح آبادی صاحب کی مقررہ کردہ کم از کم ایک سال میعاد گذرنے تک دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ کہ تجویز پر عمل کرنے سے قبل ہی نتیجہ کے متعلق ضمانت طلب کی جائے۔

اہل پیغام اپنے "آقا عبدالرزاق ملیح آبادی" کی تجویز پر عمل شروع کریں اور جو بات انکے نزدیک سب سے ضروری ہے اسی کو ڈاڑھی منڈانے کی شرط قرار دیدیں۔ جب ڈاڑھی منڈوں کی ایک ایسی جماعت بن جائیگی جس کے افراد یہ عہد کرینگے۔ کہ "وہ ان فتنہ پردازیوں سے باز آجائینگے جو تکفیر مسلمین کے [illegible]

یاد رکھنے کے قابل دو واقعات

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن گجل پور)

ایک واقعہ پر چند سال ہوئے۔ اور دوسرا اسی سال یورپ میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور قریباً ہر اخبار نے ان کو نقل کیا ہے۔ ماہرین فنون نے ان کی تفتیش کی۔ ان کی صحت کو تسلیم کیا۔ اور ان کے وجوہات عقلی بیان کئے۔ سارے یورپ پرست ان کو سنتے ہی آمنا و صدقنا کہنے لگے۔ مگر جب اسی قسم کے واقعات گذشتہ زمانوں کے متعلق بیان کئے جائیں۔ تو فوراً انکار کی گردن ہلنے لگتی ہے۔ ایسے غیر معمولی واقعات ہر زمانہ اور ہر ملک میں ہوتے رہتے ہیں۔ میرا مقصد ان کے بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ دوست ان کو بعض گذشتہ واقعات کے ثبوت کے لئے ذہن میں محفوظ رکھیں۔

پہلا واقعہ۔ مرد کے ہاں بچہ ہونا۔

چند سال گذرتے ہیں۔ اخبارات نے شائع کیا کہ یورپ میں کسی جگہ ایک جوان آدمی کے پیٹ میں رسولی پیدا ہو گئی۔ جب وہ بڑھ کر زیادہ تکلیف دینے لگی۔ تو اس پر اپریشن کیا گیا۔ چیرا دینے پر اس میں سے ثابت انسانی بچہ نکلا۔ جو اگرچہ زندہ نہ تھا۔ مگر اس کے قریباً تمام اعضاء بنے ہوئے اور پورے تھے۔ چونکہ واقعہ کا انکار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے محققین نے بہت غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہ معمہ صرف ایک صورت سے حل ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جب یہ شخص اپنی ماں کے رحم میں تھا۔ تو یہ اکیلا حمل میں نہ تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک اور جوڑواں بچہ بھی تھا۔ حمل میں اسے خون اور غذا زیادہ ملی۔ یہ بڑھ گیا۔ اور دوسرا جو ابھی بہت چھوٹا تھا۔ اس کے جوف کے اندر آ گیا۔ اور بطور چھوٹی سی رسولی کے اس کے وجود سے چمٹا رہ گیا۔ اور اس نے ترقی نہ کی۔ جب یہ شخص پیدا ہوا۔ تو دوسرا بچہ اسی کے اندر محفوظ تھا۔ جب یہ جوان ہوا۔ تو پھر اس مخفی بچہ میں خون اور دیگر تحریکات کی زیادتی کی وجہ سے بڑے ہونے کی ابتدا شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ پورا بچہ بن گیا۔ اور صرف اپریشن پر معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک پورا انسانی بچہ ہے۔ یہ بچہ گویا اس شخص کا اپنا توام بھائی تھا۔ جو اپنے بڑے بھائی کے اندر مدغم اور محفوظ تھا۔ اور حالات مناسب آ جانے پر پھر اس نے ترقی کر کے پورا نشوونما حاصل کر لیا۔

بقول دہریوں کے Freaks of Nature

اور بقول خدا پرستوں کے خداوند کے جلال کے ایسے نشانات دنیا میں ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور عجائبات قدرت کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے عجائبات کا یاد رکھنا ان مذہبی لوگوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ جن کو بعض ایسے ہی گذشتہ معجزات یا نشانات الہی (مثلاً ولادت مسیح بغیر باپ) کے ثبوت میں عقلی یا نیچرل دلائل پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب مذکورہ بالا واقعہ اس زمانہ میں ظاہر ہوا۔ تو کیا ایسے ہی دیگر واقعات کا کسی اور زمانہ میں ہونا ناممکن تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں تھا۔ کہ امرأۃ عمران کے پیٹ میں بھی دو بچے ہوں۔ ایک مریم اور دوسرا مسیح۔ یہ مسیح ابتدائے حمل میں ہی مریم کے اندر مدغم اور محفوظ ہو گیا ہو۔ البتہ مشیت الٰہی نے اسے مریم کے رحم میں رکھا۔ یا رحم کے ایسے قرب میں رکھا کہ بڑھنے پر وہ رحم میں داخل ہو سکے۔ پھر جب وہ لڑکی جوان ہوئی۔ اور جوانی کے خون اور رطوبات مخفیہ نے تمام اعضاء میں ہیجان پیدا کیا۔ تو وہ مخفی بچہ بھی بڑھنا شروع ہوا اور طبعی قد و قامت پا کر پیدا ہو گیا۔

اگر پہلا واقعہ ممکن اور چشم دید ہے۔ تو دوسرا بھی اسی طرح ممکن ہے ایک ذوقی نکتہ یہ ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی ندرت بھی یہی تھی۔ کہ وہ توام تھے۔ پس قرین قیاس ہے۔ کہ پہلا مسیح بھی مریم کے ساتھ توام تھا۔ اور ماں بیٹے دونوں امرأۃ عمران کے بچے تھے۔ غرض دونوں مسیحوں میں توام ہونے کی مماثلت تھی۔ جو مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہوئی۔

دوسرا واقعہ۔ شق الشمس

یہ اسی سال کا واقعہ ہے۔ اور تمام اخبارات میں چھپ کر مشہور ہو چکا ہے۔ ملک اٹلی میں کسی جگہ لوگوں نے دیکھا۔ کہ سورج کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ بکثرت لوگوں نے اس نظارہ کو دیکھا۔ اور بہت پریشان ہوئے۔ سائنسدانوں نے اس کی بابت فیصلہ کیا۔ کہ یہ کرہ ہوائی کی ایک ایسی حالت کا نتیجہ ہے۔ جیسی سراب کے نظارہ کے وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور چیزیں ہوا کے اثر کی وجہ سے ایک کی جگہ دو نظر آتی ہیں۔ سراب میں بھی یہی ہوتا ہے۔ گرم ریگستان میں زمین کے پاس کی ہوا گرم ہو کر ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کہ اشیاء کی شعاعیں اس میں سے منعکس ہو کر ایسی تصویر بنا دیتی ہیں۔ کہ دیکھنے والا سمجھتا ہے۔ یہ پانی کی جھیل ہے۔ اور جو درخت وغیرہ سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی ایک دوسری منعکس تصویر ایسی نظر آتی ہے۔ کہ پانی کے عکس کا دھوکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اٹلی میں سورج ایک کی جگہ دو نظر آتے رہے۔

جو لوگ شق القمر کے بیان کا سنتے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ کاش! وہ اسی اصول پر اس نظارہ کو بھی سچا مان لیتے۔ جس طرح بغیر دیکھے اٹلی کے ایک ویسے ہی نظارہ پر انھوں نے آمنا و صدقنا کا نعرہ بلند کیا۔ صرف اس لئے کہ اس کا بیان کبھی انگریزی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔

وحشی کی کہانی اسکی اپنی زبانی

ایک دفعہ ایک صحابی نے وحشی سے کہا۔ کہ ہم لوگوں سے تم حضرت حمزہ کی شہادت کا حال تو بیان کرو۔ اس نے کہا سنو وہ قصہ یوں ہے۔ کہ جب حضرت حمزہ نے بدر کے دن طعیمہ کافر کو مار ڈالا۔ تو میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے یوں کہا۔ کہ اگر تو میرے چچا طعیمہ کے بدلے حمزہ کو کسی طرح قتل کر دے۔ تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ میں نے یہ شرط منظور کر لی۔ اور احد کی جنگ کے وقت کفار کے لشکر کے ساتھ ہو لیا۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو سباع نامی ایک بہادر نے میدان میں نکل کر کہا۔ کہ کسی مسلمان کی ہمت ہے۔ جو مجھ سے دو دو ہاتھ کرے۔ یہ سنکر حضرت حمزہ اس کے سامنے آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ اے سباع! ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے۔ تو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے نکلا ہے۔ لے اب اس کا مزا چکھ۔ یہ کہکر حضرت حمزہ نے اس پر حملہ کیا۔ تو وہ کم بخت ایک ہی وار میں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد میں ایک پتھر کی آڑ میں حضرت حمزہ کی تاک میں بیٹھ گیا۔ جب وہ کفار کو مارتے اور قتل کرتے میرے نشانہ پر آئے۔ تو میں نے اپنا چھوٹا نیزہ پھرا کر ان کو مارا۔ جو ان کے پیٹ کو پھاڑ کر بیٹھ توڑ کر پار نکل گیا۔ اور وہ وہیں شہید ہو گئے پھر میں خیمہ میں جا بیٹھا۔ زیادہ لڑائی نہیں کی۔ جب لشکر کفار مکہ میں آیا۔ تو میرے مالک نے مجھے آزاد کر دیا۔ اور میں مکہ میں ہی رہنے سہنے لگا۔ پھر جب مکہ میں فتح کے بعد سب لوگ مسلمان ہو گئے تو میں طائف کو چل دیا۔ جب طائف والوں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں اپنے قاصد بھیجے۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت قاصدوں کو کچھ نہیں کہتے۔ تو میں بھی طائف کے قاصدوں کے ہمراہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ وحشی تو ہی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ میرے چچا حمزہ کو تو نے ہی شہید کیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اتنی مہربانی کر سکتا ہے۔ کہ میرے سامنے نہ آیا کر۔ میں نے جب یہ سنا۔ تو میں وہاں سے چلا آیا۔ اور پھر آپ کے سامنے نہ گیا۔ اس کے بعد جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ اور مسیلمہ کذاب نے جھوٹا دعوی نبوت کا کیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ چلو میں بھی چلوں۔ اور اس جھوٹے کو مار کر حضرت حمزہ کے قتل کا بدلہ اتار دوں۔ سو میں بھی مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ہو لیا۔ میدان جنگ میں میں نے مسیلمہ کو دیکھا۔ کہ ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہے۔ اور وہ ایسا جسیم آدمی ہے۔ کہ ایک سیاہ اونٹ کا اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے وہی اپنی برچھی پھرا کر ایسی تاک کر اسے ماری۔ کہ اس کی چھاتی میں گھس کر بیٹھ کے پار نکل گئی۔ اتنے میں ایک انصاری نے دوڑ کر اس کا سر بھی تلوار سے اڑا دیا۔

الفضل کا "خاتم النبیین نمبر"

ہر احمدی کو نہ صرف خود خریدنا چاہیئے۔ بلکہ بکثرت اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔ جلدی لکھئے کہ کتنے پرچے ارسال کئے جائیں۔

معاہدہ ڈلہوزی اور مولوی محمد علی صاحب

معاہدہ ۱۹۲۶ء کی خلاف ورزی کو دائر شدہ مقدمات سے کوئی تعلق نہیں

مولوی محمد علی صاحب جنہوں نے ڈلہوزی کے معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کرنے کے سوال کی تحقیقات کے لئے خود ہی یہ تجویز پیش کی تھی:۔

"معاہدہ کے بعد کی دونوں فریق کی تحریروں کو لے لیا جائے اور جماعت احمدیہ سے باہر کوئی تین مسلمان منصف بتراضی فریقین مقرر کر لئے جائیں۔ جیسویں اور دسویں کے فیصلہ کی ضرورت نہیں۔ جس فریق کی طرف سے معاہدہ کے بعد صریح زیادتی کی بہتلا قرار دیں۔ وہ دوسرے فریق سے معافی مانگے"

اب انہوں نے اپنی وہ تحریر ۱۶۔ اپریل کے "پیغام صلح" میں شائع کرائی ہے جس کے متعلق ۱۹۔ فروری کے "پیغام" میں انہوں نے صرف "اسی قدر" لکھنا مناسب سمجھا تھا۔ کہ میں نے اپنی تحریر اس کے متعلق اس عزیز دوست کے سپرد کر رکھی ہے۔ لیکن "اپنی تحریر" کے ساتھ انہوں نے جو تمہیدی الفاظ لکھے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ "معاہدہ صلح" کی خلاف ورزی کے سوال کو حل کرانے سے زیادہ ان مقدمات کا تصفیہ بذریعہ ثالث کرانا چاہتے ہیں۔ جن کے ان کی طرف سے نوٹس مل چکے۔ یا جو عدالت میں چل رہے ہیں۔ اور اگر "اس کا عدالت سے باہر تصفیہ" نہ ہو۔ تو "اس امر کا تصفیہ ثالث سے کرانا کہ کوئی خاص معاہدہ پہلے کس فریق نے توڑا" ان کے نزدیک "کوئی نتیجہ خیز امر نہیں"۔

مولوی صاحب اس بات پر زور دیتے ہوئے یہاں تک لکھ گئے ہیں:۔

"ہم نے اپنی نیک نیتی کا ثبوت اس سے دیدیا ہے۔ کہ ہم ایسے مقدمات کو ایک ثالث کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر اس امر کے باوجود ہمیں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے۔ تو اس کی ذمہ داری اس فریق پر ہوگی۔ جو اس کا عدالت سے باہر تصفیہ کرنے کے لئے تیار نہیں"

کیا یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ کہ مولوی صاحب "اپنی نیک نیتی کا ثبوت" اس وقت پیش فرما رہے ہیں۔ جبکہ بڑی دھوم دھام سے مقدمہ بازی کے نوٹس دے چکے اور عدالت میں مقدمہ دائر کرا چکے ہیں۔ اگر ان کی "نیک نیتی" اتنی ہی زوروں پر تھی۔ تو مقدمہ بازی کے نوٹس دینے اور پھر ایک دور دراز مقام پر مقدمہ دائر کرانے کے وقت (جس کی نسبت ان کے ایک نہائت ہی محرم راز نے ایڈیٹر "الفضل" سے کہا تھا۔ گجرات میں "الفضل" پر مقدمہ دائر کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ زیادہ تکلیف دی جاسکے) کیوں "نیک نیتی" میں جوش نہ آیا؟ اس وقت وہ کیوں "ایسے مقدمات کو ایک ثالث کے سپرد کرنے کے لئے تیار" نہ ہوئے؟ اور کیوں "عدالت سے باہر تصفیہ کرانے" کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی۔ اب جبکہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا چکے ہیں۔ مقدمہ بازی شروع کر چکے ہیں۔ ہمارا بہت کچھ خرچ کرا چکے ہیں ان کا یہ کہنا کہ "ہم ایسے مقدمات کو ایک ثالث کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہیں" معاف فرمائیے۔ اپنی نیک نیتی کا ثبوت دینا نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے اہم معاملہ میں خواہ مخواہ اڑنگا لگانا ہے "نیک نیتی کا ثبوت" دیتے۔ اور "مقدمات کی خواہش نہ رکھنے تھی۔ مذاب ہے" ثابت کرنے کا یہی وقت وہ تھا جب انہی کے ساتھیوں نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ مقدمہ بازی کی بجائے اپنے طور پر "الفضل" کے مضمون کا تصفیہ کر لیا جائے۔ اور ہم نے بھی بار بار اس پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ مگر اس وقت مولوی صاحب نے "عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے" اور ہمیں "عدالت کے دروازے تک لے جانے" کے سوا اور کسی سلوک کا مستحق نہ سمجھا۔ اب ایک عرصہ تک مقدمہ کی تکلیف میں ڈالے رکھنے کے بعد آپ یہ فرما رہے ہیں۔ کہ "اس کی ذمہ داری اس فریق پر ہوگی۔ جو اس کا عدالت سے باہر تصفیہ کرنے کے لئے تیار نہیں" عدالت کے اندر ہو کر پھر "عدالت سے باہر تصفیہ" کرانے کی تجویز پیش کرنا۔ اور پھر عدالت کے اندر جانے کی ذمہ داری ہم پر رکھنا نہائت ہی حیرت انگیز بات ہے۔

ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ مقدمہ بازی کی ذمہ داری اسی فریق پر عائد ہوتی ہے۔ جس نے بے جا مقدمہ بازی کے نوٹس دیئے۔ اور پھر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے اور عدالت کے اندر لے جانے سے باز نہ رہا۔

بے شک عدالت میں معاملات کو لے جانا خوش کن بات نہیں۔ اور اس کی ابتدا کرنا تو بہت ہی قابل افسوس امر ہے۔ لیکن ایک ایسے معاہدہ پر جو دو فریق کے لیڈروں میں قرار پایا ہو۔ اور جس کے توڑنے کا سوال قابل تصفیہ ہو۔ مقدمہ بازی کے معاملہ کو ترجیح دینا اور یہ کہنا۔ کہ جب بعض تحریروں کی بناء پر مقدمات کے نوٹس مل چکے ہوں۔ یا مقدمات عدالت میں چل رہے ہوں۔ اس امر کا تصفیہ ثالث سے کرانا کہ کوئی خاص معاہدہ پہلے کس فریق نے توڑا تھا۔ اور اصل امر کو جو فریقین کو عدالت کے دروازے تک لے جا رہا ہے۔ نہ چھونا کوئی نتیجہ خیز امر نہیں نہائت ہی تعجب خیز ہے۔

معاہدہ کو اور خاصکر وہ ذیبور کے معاہدہ کو دنیا میں نہائت اہم چیز قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی اتنا بڑا جرم ہے جو نہائت خطرناک جرائم میں سے سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والا شرفاء کی نظر میں نہائت حقیر قرار پاتا ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک یہ نہائت معمولی امر ہے۔ اور وہ اس بات کو کچھ بھی وقعت نہیں دیتے کہ ثالث سے یہ فیصلہ کرایا جائے کہ "خاص معاہدہ پہلے کس نے توڑا"۔ ہم جناب مولوی صاحب سے گذارش کریں گے۔ کہ معاہدہ توڑنے کے سوال کو وہ اتنا معمولی قرار نہ دیں۔ بلکہ اس کی وہی اہمیت محسوس کریں۔ جو دنیا میں محسوس کی جاتی ہے۔ اور پھر بتائیں۔ اس امر کا تصفیہ ثالث سے کرانا۔ کہ معاہدہ پہلے کس نے توڑا "نتیجہ خیز امر ہے۔ یا نہیں"۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ جب معاہدہ ڈلہوزی کے متعلق تصفیہ کرنے کے لئے ثالث کے تقرر کا سوال اس مضمون سے پہلے کا ہے جس کی بناء پر مولوی صاحب نے "الفضل" کو مقدمہ بازی کے نوٹس دیئے۔ اور جس کی وجہ سے مقدمہ دائر بھی کرا دیا۔ تو پھر اس مضمون کو ایسے ثالث کے تقرر سے تعلق ہی کیا ہے۔ اور کیوں مولوی صاحب اس پر اتنا زور دے رہے ہیں۔ کہ اس کے بغیر معاہدہ کی خلاف ورزی کا تصفیہ کرانا "نتیجہ خیز" نہیں سمجھتے۔ مولوی صاحب کو یاد ہونا چاہئے۔ معاہدہ کے بعد کی دونوں فریق کی تحریروں کو لے کر فریقین کے منظور کردہ ثالث کے سامنے پیش کرنے اور اس سے معاہدہ کے بعد صریح زیادتی کا فیصلہ کرانے کی تجویز جس وقت انہوں نے پیش کی تھی۔ اس وقت "الفضل" کا ۷ ستمبر والا مضمون شائع ہی نہیں ہوا تھا۔ پس اس کی اشاعت سے قبل جو تجویز وہ پیش کر چکے تھے۔ اس میں بعد کے واقعہ کو گھسیٹنا بلکہ اسی پر اس کے "نتیجہ خیز" ہونے کی بنیاد رکھنا قطعاً قرین انصاف نہیں۔ بہتر ہو کہ بعد کے واقعات کا علیحدہ فیصلہ کریں۔ اور جس بات کے تصفیہ کے لئے انہوں نے اس وقت ثالث کی تجویز پیش کی تھی۔ اس کا فیصلہ ہونے دیں۔

لیکن اگر مولوی صاحب کسی صورت میں بھی اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پھر وہی امور ثالث کے سامنے نہیں آنے چاہئیں۔ جنہیں مولوی صاحب باوجود اس دعوے کے کہ "ہمیں مقدمات کی خواہش نہ پہلے تھی۔ نہ اب ہے" عدالت تک لے جا چکے ہیں۔ بلکہ وہ امور بھی آجانے چاہئیں جن میں ہم پر سخت زیادتی کی گئی۔ مگر ہم نے عدالت کا دروازہ نہ کھٹکھٹایا۔ انہی امور میں مستریوں کی فتنہ انگیزی میں اہل پیغام کا حصہ بھی ثالث کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اگر مولوی صاحب اس کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمیں عدالت میں دائر شدہ مقدمات یا جن کے متعلق مولوی صاحب کی طرف سے نوٹس مل چکے ہیں۔ ثالث صاحب کے سپرد کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

امید ہے مولوی صاحب اس بارے میں ایسی راہ اختیار کریں گے جو جانبین کے لئے مساوی ہو۔ ورنہ اپنی تجویز کو آپ ناکام بنانے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔

بیعت خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خاکسار نے اندازاً ۱۹۰۶ء کے قریب حضرت احمد علیہ السلام سے بیعت کا شرف حاصل کیا ۔ اور میری بیعت کے محرک عزیز فقیر بخش عرف ماسٹر فقیر اللہ صاحب ہوئے ۔ جو آج کل غیر مبایعین کی انجمن اشاعت الاسلام لاہور کے کارکن ہیں ۔ حضرت احمد کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح اول سیدنا نورالدین اعظم رضی سے تجدید بیعت خلافت کی ۔ ان کی وفات پر اختلاف واقع ہونے سے طبیعت میں اختلال واقع ہوا ۔ اور عرصہ دراز تک باطن کی طرف متوجہ رہا ۔ اور دونوں گروہوں کے ظاہر حالات کا بھی مطالعہ کرتا رہا ۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ۔ کہ خلافت احمدیہ حق ہے ۔ اور آپ خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق خلیفۃ المسیح ثانی منتخب ہوئے ۔ الحمد للہ

چونکہ میں چند ماہ سے معدہ کی بیماری سے بیمار ہوں ۔ اور روز بروز کمزور ہو رہا ہوں ۔ اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ۔ کب اختتام کو پہونچے ۔ میں نے مناسب جانا ۔ کہ بذریعہ اس خط کے حضور پر حالات کو منکشف کر دوں ۔ نیز درخواست کروں ۔ کہ میری بیعت خلافت قبول فرما کر میرے حق میں دعا کریں ۔ کہ خدا تعالیٰ صحت کاملہ دے ۔ اور عاقبت محمود گردانے ۔ اور ایسی حالت میں وفات دے ۔ جبکہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو میرے آخری سانس میں حضرت محمد رسول اللہ کے سچے فرزند حضرت احمد کی صداقت کی تصدیق ہو ۔ اور آخری حرف کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو ۔ میری تجہیز و تکفین جماعت احمدیہ کرے گی ۔ وہی نماز جنازہ ادا کرے گی ۔

خاکسار احمدیت سے قبل شہر پشاور میں سلسلہ ہائے نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں خرقہ خلافت رکھتا تھا ۔ اور حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب پشاوری کا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں نگینہ آباد نشین تھا ۔ میرا یہ خط احباب کی اطلاع کے لئے شائع کرایا جائے ۔

خاکسار محمد اسماعیل احمدی (صوفی) پشاور شہر

زمیندار احباب کی مالی قربانیاں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیہ جماعت کو دین کی اشاعت کے لئے خاص توفیق بخشی ہے ۔ اس زمانہ میں بڑا ذریعہ اشاعت دین کا اپنے مال کا حصہ راہ خدا میں دینا ہے ۔ اور جماعت احمدیہ اپنے واجب الاطاعت امام کے احکام کے ماتحت اپنے مال سے ایک حصہ راہ خدا میں صرف کرتی ہے ۔

شہری جماعتیں ماہوار اس فرض کو ادا کرتی ہیں ۔ اور زمیندار جماعتوں پر یہ فرض فصل کے نکلنے پر عائد ہوتا ہے ۔ چونکہ اس وقت زمینداروں کی فصل ربیعہ نکلنے والی ہے ۔ اس لئے اعلان کرتا ہوں ۔ کہ تمام زمیندار جماعتیں اپنے چندے باقاعدہ اور باشرح ادا کرنے کا ابھی سے انتظام کر لیں ۔

میں نے اس سال کی فصل ربیعہ کی وصولی کے لئے تمام زمیندار جماعتوں کو لکھا ہے ۔ کہ ہر ایک جماعت کے سیکرٹری مال یا جو صاحب مال کا کام کرنے والے ہوں ۔ وہ اپنی جماعت کے مناسب حال اپنے احباب کی تحریر کریں ۔ جو فصل ربیعہ کا غلہ کھلیانوں سے نکلنے پر وصول کرنے کا اہتمام کر لیں ۔ اس کے لئے بیت المال سے ہر ایک جماعت کو خطوط ارسال کئے گئے ہیں اور محصلان حلقہ کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے ۔ کہ وہ بھی ایک دورہ اس غرض کے لئے کر کے ایک رپورٹ اپنے اپنے حلقہ کی دفتر بیت المال میں بھیجدیں ۔ تمام احباب کی آگاہی کے لئے یہ اعلان اخبار میں بھی کیا جا رہا ہے ۔

چندہ عام کی شرح جو مجلس مشاورت میں طے ہو چکی ہے ۲½ سیر فی من ہے ۔ چونکہ زمیندار جماعتوں سے گذشتہ دو سال سے متواتر چندہ خاص نہیں لیا جا سکا ۔ کیونکہ پیشتر ازیں چندہ خاص کی تحریک ایسے وقت میں ہوتی رہی ہے ۔ جبکہ فصل قریب ختم کے ہو جاتی رہی ۔ اس سال چونکہ فصل کا وقت شروع ہو رہا ہے ۔ اس لئے چندہ عام ۲½ سیر فی من کے علاوہ چندہ خاص بھی بشرح ایک سیر فی من لیا جائے ۔ پس زمیندار جماعتیں اس کے مطابق انتظام کر کے بیت المال کو اطلاع دیں ۔ نیز جن احباب کے ذمہ بقائے ہوں ۔ وہ بھی وصول کر لئے جائیں

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

آنریری انسپکٹروں کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۲۹ء کو ختم ہو رہا ہے ۔ اور عہدہ داران اور دیگر احباب اپنے بقائے وغیرہ صاف کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں ۔ مالی سال کے بند کرنے کے بعد ذیل کی بڑی بڑی جماعتوں میں ایسے انسپکٹروں کی ضرورت ہے ۔ جو (۱) اپنی خدمات آنریری پیش کریں ۔

(۲) خدمات پیش کرنے والے صاحب مالی کاروبار سے خاص دلچسپی رکھنے والے ہوں ۔ (۳) دورہ ان کو اپنے قریب و جوار کی جماعتوں کا ہی کرنا ہوگا ۔ (۴) سب جماعتوں کا دورہ ایک ہی تاریخ ہوگا ۔ اس کے لئے بیت المال اپنا نام پیش کرنے والے احباب کو جگہ کی تعیین اور ہدایات معائنہ دے گا ۔ (۵) بیت المال معمولی سفر خرچ ایسے احباب کو پیش کرے گا ۔ جماعتیں یہ ہیں ۔ بٹالہ ۔ گورداسپور ۔ دھرم کوٹ بگہ ۔ امرتسر ۔ لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ گوجرانوالہ ۔ لائلپور ۔ سرگودہ ۔ بھیرہ ۔ گجرات ۔ جہلم ۔ چکوال ۔ جلالپور جٹاں ۔ راولپنڈی ۔ مانسہرہ ۔ کیمل پور ۔ پشاور ۔ چارسدہ ۔ نوشہرہ ۔ مردان ۔ مالاکنڈ ۔ ہزارہ ۔ ایبٹ آباد ۔ کوہاٹ ۔ بنوں ۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ منٹگمری ۔ فیروزپور ۔ قصور ۔ پٹیالہ ۔ سنور ۔ سامانہ ۔ نابھہ ۔ انبالہ ۔ شملہ ۔ دہلی ۔ کراچی ۔ کوئٹہ ۔ میرٹھ ۔ بریلی ۔ شاہجہانپور ۔ علی گڑھ ۔ آگرہ ۔ کانپور ۔ لکھنؤ ۔ الہ آباد ۔ بھاگلپور ۔ کٹک ۔ مونگھیر ۔ کلکتہ ۔ برہمن بڑیہ ۔ حیدرآباد دکن ۔

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

اہم مسائل پر تقریریں

۷ اپریل کو حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بالاکوٹ بتقریب شادی خویم قلیچ خان صاحب تشریف لائے ۔ ۷ اپریل فضائل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عام مجمع میں تقریر ہوئی ۔ تقریر حضرت مولوی غلام رسول صاحب نے فرمائی ۔ پھر دوسرے وقت میں ختم نبوت پر جس سے میاں شاہ زمان صاحب کوائی علاقہ کا غان نے بیعت خلافت کی ۔ پہلے وہ غیر مبایع تھے ۔ بلکہ کچھ عرصہ غیر مبایعین کی طرف سے مبلغ کاغان رہ چکے ہیں ۔ پھر ۱۱ اپریل کو حضرت حصاری تشریف لائے ۔ ۱۲ کو نماز جمعہ کے وقت تک کافی غیر احمدی احباب آ گئے ۔ خطبہ ایک گھنٹہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب نے بیان فرمایا ۔ بعد از نماز عام مجمع میں حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی ۔ پھر حضرت مولوی غلام رسول صاحب نے ختم نبوت پر پورے تین گھنٹہ تقریر فرمائی ۔ جس کا بہت ہی اچھا اثر ہوا ۔ ۱۳ اپریل کو مولوی فضل حق صاحب امام مسجد خانصاحب جاگیردار گڑھی حبیب اللہ خان نے ایک خط میرے نام لکھا ۔ کہ سنا ہے ۔ مولوی صاحبان قادیان سے تشریف لائے ہیں ۔ یہاں بھی آئیں ۔ تاکہ ہم تبادلہ خیالات کر سکیں ۔ ہم نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا ۔ کہ ایک دفعہ عام مجمع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پہونچائیں ۔ ۱۴ کو گڑھی حبیب اللہ خان میں پہونچے ۔ جاگیردار صاحب کے باغ میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی ۔ مولوی فضل حق صاحب کے ساتھ چار مولوی امدادی اور بھی تھے مولوی غلام رسول صاحب نے ایک گھنٹہ قرآن و حدیث کے رو سے مجدد و مہدی و مسیح و ختم نبوت و وفات مسیح ابن مریم کے تمام مسائل کو نہایت عمدگی سے حل فرمایا ۔ پھر مولوی فضل حق صاحب کھڑے ہوئے ۔ بیس منٹ تک بولے ۔ پھر کہنے لگے ۔ اب نماز کو جاتے ہیں ۔ جب نماز پڑھ کر واپس آئے ۔ تو ایک دوسرے مولوی صاحب دیوبندی کو کھڑا کیا ۔ ۲۰ منٹ وہ بولے ۔ کوئی دعویٰ کسی دلیل سے نہ توڑا ۔ بلکہ یہ کہا ۔ کہ مسیح ابن مریم خواہ زندہ ہے ۔ یا مر گیا ہے ۔ ہم اس کو نبی مانتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض عبارتیں بھی مخالفین کے رسالہ جات سے پڑھیں اور رد کر دیا ۔ مگر ان میں اختلاف ہے جب وقت ختم ہوا ۔ تو پھر مولوی فضل حق صاحب کھڑے ہونے سے عاری ہو چکے تھے ۔ کہنے لگے بس یہ وقت بھی اسی مولوی صاحب کو دیا ہوا ہم نے مولوی صاحب کو خود کھڑے ہونے پر مجبور کیا ۔ لیکن انہوں نے گریز اور آداب مجلس کے خلاف مذبوحی حرکات مولویوں نے کرنی شروع کر دیں ۔ آخر مولوی صاحبان مقام جلسہ کو چھوڑ کر چلے گئے ......

[illegible]

103

اقتباسات

۲ جون ۱۹۲۹ء کو ضرور یاد رکھیے

اور کوشش فرمائیے کہ اس دن ہر شہر ہر تحصیل ہر قصبہ اور ہر محلہ میں آپ ایک عام جلسہ منعقد کریں جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہوں حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر مقررین کے لیکچروں کا انتظام کر سکیں اور اس میں ہر مذہب کے لوگوں کو اظہار خیال کا موقع دیں۔

ممکن ہے کہ بعض حضرات اس نیک تحریک کی محض اس لئے مخالفت کریں۔ کہ اس مبارک تحریک کا سہرا حضرت امام جماعت احمدیہ کے سر ہے تو یہ ان کی محض تنگ نظری ہوگی۔ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو اس جماعت نے اسلام کی جس قدر خدمت کی ہے اور اس کے لئے جتنا ایثار کیا ہے۔ اور انجمنیں تو درکنار ہندوستان کی خود تبلیغی انجمنوں نے بھی مشکل سے کیا ہوگا۔ یورپ میں آج جس قدر غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور کر رہے ہیں۔ یہ اسی اسلامی جماعت کا قابل فخر اور زریں کارنامہ ہے۔ اور جس پر اس کو جس قدر ناز ہو بجا ہے۔ آگرہ میں فتنہ ارتداد کی بڑھتی ہوئی رو کو جن تبلیغی انجمنوں نے روکا اور اسے بڑھنے نہ دیا۔ ان میں اس جماعت احمدیہ نے بھی ایک بڑا حصہ لیا تھا۔ بلکہ یہ کہنا خالی از مبالغہ ہوگا۔ کہ جس جماعت نے پبلک چندہ کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور محض اپنے خرچ سے موقع پر پہنچ کر مردانہ وار فتنہ ارتداد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو فرو کیا وہ یہی قابل قدر جماعت تھی۔ پھر ایسی صورت میں اس کی اس اسلامی خدمت کی قدر نہ کرنا۔ اور اس کی مخالفت کرنا انتہائی تنگ نظری ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں۔ محض اختلاف عقائد کی بنا پر باہم دست و گریبان ہونا ہمارے لئے ہرگز شایان شان نہیں۔

گذشتہ سال سے حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایک تاریخ معینہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر لوگوں کو لیکچر دینے کے لئے ترغیب دی ہے جو نہایت مبارک ہے اور لوگوں کو اس کی دل سے قدر کرنی چاہیئے۔ ہم اپنے تمام قارئین کرام اور خصوصاً مسلمانان سی۔ پی و برار کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ

۲ جون ۱۹۲۹ء کو ضرور یاد رکھیں!

اور اس روز اپنے اپنے یہاں شاندار جلسہ کر کے اپنے آقا دو جہان کا ذکر خیر کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ (عزیز وطن ۱۲ اپریل)

الفضل دیگر اسلامی معاصرین سے ہماری گذارش ہے کہ وہ بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش فرمائیں

مہاشے راجپال کا قتل

ایک اہم سوال

اگر کسی قوم کی ذہنیتیں اور فطرتیں مسخ نہ ہو جائیں۔ تو اس کا عمل اس عام کلیہ پر ہوگا۔ کہ ہر ایک شخص کو اس وقت تک بے قصور سمجھو جب تک کہ وہ مجرم ثابت نہ ہو۔ چنانچہ نوع انسانی کا عام طور پر اسی پر عمل ہے اس کی مثالیں ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں ملینگی چنانچہ حال ہی میں میرٹھ کے مقدمہ سازش کے ملزمین کی طرف سے قانونی پیروی کے لئے۔ نہرو مالویہ۔ انصاری اور اسی قبیل کی دوسری ہستیوں نے ایک لاکھ روپیہ چندہ کی اپیل کی ہے لیکن علم الدین جو راجپال کا مفروضہ قاتل ہے۔ اس کے لئے کسی چندہ کی اپیل کا نام نہیں لیا جاتا۔ میں حیران ہوتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں۔ کہ سمندر پار کی اسلامی تحریکوں کے لئے جنہیں ہمارے روپیہ کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں۔ اخباروں کے پورے نمبر وقف کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اپنے گھر کی ایسی ضروریات کے لئے جن پر اسلامی زندگی کا انحصار ہے۔ زبردست اور متفقہ خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے۔ صاحب کو تو یہ شکایت تھی۔ کہ

دور دستاں را بہ احسان یاد کردن لازم است

دانہ ہر نخلے بہ پائے خود ثمر می افگند

اگر وہ آج زندہ ہوتا۔ تو بدلی ہوئی فطرتوں کو دیکھ کر کیا یہ کہتا۔ کہ درخت دور دور تو ثمر پھینکتا ہے۔ کبھی اسے اپنے قدموں میں بھی پھل پھینکنے چاہئیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہمارے لیڈر اور ایڈیٹر آسمانی ہستیوں کی طرف متوجہ ہیں۔ ان کی نگاہیں حضرات الارض پر کس طرح پڑ سکتی ہیں۔

واقعات و حقائق

ادھر مفروضہ ملزمان سازش کو دیکھتے ہیں۔ تو ان پر ملک معظم کے مقابلہ میں جنگ یا اس کے اقدام یا اعانت کا الزام ہے۔ اور علم الدین پر قتل عمد کا الزام۔ اول الذکر جرم کی نوعیت قانوناً موخر الذکر جرم کی نوعیت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اس پر بھی سوراجی لیڈر ان کی حمایت کے لئے جان و مال سے تیار ہیں۔ انہیں گورنمنٹ کی ناراضی کا بھی ڈر نہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ بے وقوف نہیں ہے۔ وہ سمجھتی ہے۔ کہ واقعی ان لوگوں کو حق حاصل ہے کہ کسی ملزم کی حمایت کریں۔ جب تک کہ وہ مجرم ثابت نہ ہو۔

تو کیا اخباروں کے ایڈیٹروں اور لیڈروں کو ہندو قوم کی ناراضی کا اندیشہ ہے۔ اول تو یہ اندیشہ بے بنیاد ہے ہندو قوم بھی خود غرض سہی۔ مگر بے وقوف نہیں ہے۔ کہ وہ اسے برا مانے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ جب تک ایک شخص ملزم کی حیثیت میں ہے۔ اور مسلمانوں کو کیا بلکہ خود انہیں اس امر کا پورا وثوق نہیں ہے۔ کہ یہی راجپال کا قاتل ہے۔ تو پھر اس وقت تک اس کی حمایت نہ قانوناً بری ہے۔ نہ اخلاقاً۔ بلکہ عدم حمایت قابل الزام ہے۔ لیکن اگر ان میں بھی کوئی ایسی ہستیاں ہوں۔ جو اس بات سے برا منائیں۔ تو انہیں منانے دو۔ کیونکہ ان کی ناراضگی کی وجہ سے کسی بہترین اصول کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ورنہ اگر ان کی مرضی اور رضامندی مطلوب ہے۔ تو سب سے پہلے مسلمانوں کو اسلام چھوڑنا پڑے گا۔

سوال کی ایک اور صورت

یہ بھی چھوڑ دیجئے۔ کہ علم الدین مفروضہ قاتل ہے۔ کیا مسلمان اخبارات کے ایڈیٹروں میں سے کوئی ایڈیٹر اور رہنمایان قوم میں سے کسی رہنما کا لڑکا اگر اس جرم میں ماخوذ ہوتا۔ اور اس کے باپ کو یہ یقین بھی ہوتا۔ کہ اس کا بیٹا ضرور قاتل ہے۔ اور واقعہ قتل اس کی آنکھوں کے سامنے ظہور پذیر ہوتا۔ تو کیا وہ کانوں میں روئی ٹھونس کر اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر اس طرح خاموشی کے ساتھ اپنے لڑکے کو پیروی مقدمہ بغیر کچھ صرف کئے عدالت کے رحم پر چھوڑ دیتا میرا تو کیا۔ سب کا یہ خیال ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اگلی پچھلی سلطنت البیت اپنے بچے کی جان بچانے پر لگا دیتا۔ مگر یہاں علم الدین کی نسبت۔ یقین بھی نہیں۔ کہ وہ ضرور قاتل ہے۔ تو پھر اس پر لیڈران قوم۔ ایڈیٹران اخبار۔ عالمان دین سجادہ نشینان ملت۔ غرض سب مسلمانوں کا خاموش بیٹھ رہنا اور علم الدین کی حمایت کے لئے کسی چندہ کی تحریک نہ کرنا۔ نہ صرف تعجب خیز۔ روح فرسا اور دل شکن امر ہے۔ بلکہ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے

کہ کیا مسلمان ہونا بدنصیبی ہے؟

کیا میں توقع کر سکتا ہوں۔ کہ موقر معاصر۔ زمیندار۔ سیاست۔ مسلم آؤٹ لک۔ وکیل۔ مدینہ۔ الخلیل ہمدم۔ ہادم۔ الفضل۔ پیغام صلح۔ اس مضمون کو اپنے کالموں میں جگہ دینگے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کو اس نوٹ سے اختلاف ہو لیکن یہ اختلافات اگر ہیں۔ تو انفرادی ہونگے۔ انہیں ذاتی طور پر اختلاف کی بنا پر اسے اپنی اخبار میں شائع کرنے سے تامل نہ ہونا چاہئے قوم کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کر دینا چاہئے۔ (نامہ نگار انقلاب ۲۸ اپریل)

آریہ سماج اور روحانی زندگی

ہم نے سوامی دیانند کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور آریہ سماج کی زندگی کا زیادہ حصہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی گذرا ہے ہم قریباً پندرہ سال تک ایک مدت دراز تک آریہ سماج کا پرچار کرتے رہے ہیں۔ لیکن ایمانداری کے ساتھ ہماری یہ رائے ہے کہ آریہ سماج میں جب سے کھنڈن کرنے کے اور کسی طرح کی عملی روحانی زندگی ہمیں نظر نہیں۔ سوامی دیانند نے اپنی کتابوں میں ایشور بھگتی اور یوگ ابھیاس کرنے پر زور دیا ہے۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آریہ سماج نے آج تک ایک شخص بھی ایسا پیدا نہیں کیا جس کو ایشور بھگت

وصیتیں

نمبر ۲۹۷۸ :- میں حسن بی بی زوجہ جان محمد قوم ترکھان پیشہ ترکھان عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی - میری موجودہ جائداد صرف مہر ۳۰۰ تین صد روپیہ ہے -

العبد :- حسن بی بی زوجہ جان محمد امرتسری حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد شفیع سگر کٹرا اجیمل سنگھ امرتسر حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد ابراہیم سیکرٹری وصایا انکا نہ صاحب حال وارد قادیان

نمبر ۲۹۸۶ :- میں مستری نور محمد ولد گلاب دین قوم ترکھان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - اس وقت میری ماہوار آمد تقریباً ساٹھ روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اور حصہ مذکور داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو - اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - المرقوم

العبد :- نور محمد بقلم خود حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد شفیع سگر کٹرا اجیمل سنگھ امرتسر حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد ابراہیم بقلم خود حال وارد قادیان

نمبر ۲۹۹۴ :- میں زینب بی بی زوجہ مستری نور محمد قوم ترکھان پیشہ ترکھان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی - میری اس وقت موجودہ جائداد مہر قیمتی تین صد روپیہ ہے - المرقوم ۲۶ / ۱۲ / ۲۸

العبد :- نشان انگوٹھا زینب بی بی زوجہ مستری نور محمد حال وارد قادیان - گواہ شد :- نور محمد بقلم خود خاوند موصیہ حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد ابراہیم سیکرٹری وصایا انکا نہ صاحب حال وارد قادیان

نمبر ۲۱۹۴ :- میں مستری جان محمد ولد گلاب دین قوم ترکھان پیشہ ترکھان عمر ۴۰ سال بیعت ۱۸۹۹ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - ماہوار آمد ۴۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو - اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد :- مستری جان محمد حال وارد قادیان

گواہ شد :- محمد شفیع سگر کٹرا اجیمل سنگھ امرتسر حال وارد قادیان

گواہ شد :- ڈاکٹر غلام مصطفٰے بقلم خود حال وارد قادیان

نمبر ۳۰۱۸ :- میں مہر بی بی زوجہ مستری علیم اللہ قوم لوہار عمر تخمیناً ۴۳ سال تاریخ بیعت ایام جلسہ ۱۹۰۹ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور مبلغ ۷۵ روپیہ - مہر یکصد روپیہ کل مبلغ ۱۷۵ روپیہ ہے -

العبد :- مہر بی بی زوجہ مستری علیم اللہ

گواہ شد :- مستری علیم اللہ شوہر مہر بی بی -

گواہ شد :- بابو نور احمد چغتہ محلہ دارالرحمت قادیان

گواہ شد :- بقلم حافظ محمد حسین قریشی قادیان

نمبر ۲۹۷۳ :- میں عائشہ بی بی زوجہ مستری غلام نبی قوم ... عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن امرتسر محلہ کٹڑہ جیمل سنگھ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالے کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی - میری موجودہ جائداد اس وقت مہر مبلغ ۳۵۰ روپیہ ہے -

عائشہ بی بی موصیہ - گواہ شد :- غلام نبی خاوند موصیہ

گواہ شد :- محمد عبد اللہ کلرک آرسنل فیروزپور حال وارد قادیان

نمبر ۲۹۶۶ :- میں کرم بخش ولد کالا قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن نابھہ تحصیل وضلع ریاست نابھہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد حسب ذیل موجود ہے برچاہ سانو والہ ودرچاہ ... والہ اراضی بارہ بیگھ خام قیمتی ۴ ہزار روپیہ کا تیسرا حصہ مالیتی ... اور چہار منزل مکانات واقعہ آبادی نابھہ محلہ پانڈو سر دغیرہ برہر دو چاہات قیمتی الف ... کا تیسرا حصہ ... - میں اپنی اس جائداد کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - اور لکھ دیتا ہوں - کہ اگر میری وفات پر اس جائداد مذکورہ کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو یا اس جائداد کی قیمت بڑھ جائے - تو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور جس قدر روپیہ میں بمد وصیت حصہ جائداد کے طور پر اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی - علاوہ اس کے میں اپنی پیداوار کا ۱/۳ حصہ بھی آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا -

نوشتہ بمقام قادیان - العبد موصی - کرم بخش ارائیں ساکن نابھہ

گواہ شد :- اسمٰعیل ولد کرم بخش موصی - پسر موصی -

گواہ شد :- عبد اللہ ولد کرم بخش موصی پسر موصی

گواہ شد :- شادی ولد سیدا - ارائیں نابھہ

گواہ شد :- برکت ولد دولا ارائیں محمود پور

نمبر ۳۰۳۵ :- میں اسمٰعیل ولد کرم بخش قوم ارائیں پیشہ زمیندارا عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن نابھہ سٹیٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائداد حسب ذیل اس وقت موجود ہے اراضی زرعی ۲۹۵ بیگھے قیمتی ۴۰۰۰ کا تیسرا حصہ ۱۳۳۳ روپے ۵ آنے ۴ پائی اور مکانات واقع آبادی محلہ پانڈو سر وغیرہ برہر دو چاہات مالیتی ایک ہزار روپیہ کا تیسرا حصہ ۳۳۳ روپے ۵ آنے ۴ پائی میں اس جائداد مندرجہ بالا کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں - کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو یا اس جائداد کی قیمت بڑھ جائے تو اس کے ۱/۳ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بابت مالیت جائداد مذکور الصدر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی - علاوہ اس کے اپنی پیداوار کا ۱/۳ حصہ بھی بمد وصیت حصہ آمد کے طور پر ششماہی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا -

العبد :- اسمٰعیل موصی - گواہ شد :- کرم بخش والد موصی

گواہ شد :- عبد الرحمٰن گرداور قانونگو ساکن نابھہ

گواہ شد :- عبد اللہ برادر موصی

نمبر ۳۰۲۸ :- میں فضل الدین ولد دوا قوم ارائیں پیشہ چھیری دینا عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن حکیم دا چک ڈاکخانہ دمیر تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ حال امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت جائداد نصف حصہ اراضی تعدادی دو بیگھے واقعہ چک حکیم دا تحصیل نارووال - میری ماہوار آمد قریباً دس روپیہ ہیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کروں - تو اسی قدر روپیہ ایسی جائداد کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا -

فقط المرقوم ۲۵ / ۱۲ / ۲۸ - العبد :- فضل الدین ولد دوا موصی

104

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا ضرور استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے (مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے) کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولینا مولوی نور الدین صاحب لبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ گو دھری جیسی گولیاں حضور کی مجرب ادران اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گو دھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد زنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے

قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲؍)

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار جالا کرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

المشتہر
ناظم جان عبد اللہ جان دواخانہ معین الصحت قادیان

ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی جو کہ ٹیلیگراف و اسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

بہترین مشین سلویاں (نو ایجاد)

گل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

اس سے بہتر مشین سویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی

مختصر پرزے — تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۲ انچ قطر ۸ مجر سائز خورد ۱½ انچ قطر عہ

محصول ڈاک علاوہ

ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

چراغ زندگی کیا ہے؟! آنکھیں

ناک کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں سب کو ان کی رفاقت کی ضرورت ہے کیوں؟! اسلئے کہ ان میں کوئی نقص ہو۔ تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے انکے بغیر نہ خوبصورتی قائم نہ انسان چل پھر سکے نہ کوئی اور کام ہو سکے پھر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرمے ڈالکر ان کو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کر لو۔ کوئی سرمہ نہ برتو آپکے تجربہ کیلئے ہم۔۔۔ اپنا سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر مفت نمونہ جلد طلب کریں نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا قیمت فی تولہ (عہ)

ناصر برادرس محلہ دار الفضل قادیان

رشتہ کی ضرورت ہے

ایک احمدی بھائی کے لئے عمر قریباً پینتالیس سال ریلوے ملازم۔ تنخواہ ساٹھ روپے ماہوار۔ مجرد۔ رشتہ خواہ کنوارا ہو یا بیوہ۔ قوم کا بھی کوئی لحاظ نہیں۔ دیندار احمدیت سے واقف قدرے نوشت و خواند یا صرف قرآن خوان ہو۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی شہدی و پشاوری لنگیاں و ہر ایک رنگ و ڈیزائن کے بخاری ان دیز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال ہر ایک قسم کے زریدار و سلے ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ دی پی ارسال ہوگا ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جائیگی

المشتہران
میاں محمد۔ غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

مومن کا ہتھیار تلوار ہے

مفصلہ ذیل اضلاع میں ہر شخص بلا لائسنس تلوار رکھ سکتا ہے میانوالی۔ ڈیرہ غازیخان۔ مظفر گڑھ۔ جھنگ۔ گوڑگانواں حصار۔ انبالہ۔ شملہ۔ کانگڑہ۔ رہتک۔ جالندھر۔ گورداسپور سیالکوٹ۔ جہلم۔ لدھیانہ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ ساہیوال ہر مسلمان! خصوصاً احمدی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے ہاں ہر قسم کی سستی اور اعلیٰ تلواریں ہر وقت مل سکتی ہیں قیمت تین روپے سے آٹھ روپے تک لمبائی ہونے سے تین فٹ مزید حالات خط لکھکر دریافت فرماویں۔

تلوار ٹریڈنگ ایجنسی قادیان

احمدیہ کارخانہ بائیسکل

(۱) ہم نے لاہور نیلہ گنبد میں ایک کارخانہ بائیسکل اعلیٰ پیمانہ پر کھولا ہے ہر ایک قسم کی ولایتی بائیسکل اور سامان پرزہ جات متعلقہ بائیسکل برائے تاجران موجود رہتا ہے تمام پنجاب بھر میں سب سے زیادہ ارزاں مال دیا جاتا ہے۔

(۲) احمدی بچوں کو چھ ماہ میں بائیسکل کی مرمت اور فٹنگ سکھلا دیا جاتا ہے فیس ایک روپیہ ماہوار ہے رہائش و خوراک کا انتظام خود کرنا ہوگا

(۳) بچوں کی گاڑیاں نہایت ارزاں خوبصورت ۲ روپے سے لیکر ۱۲۰ روپے تک ہر وقت اسٹاک میں موجود رہتی ہیں

(۴) جن لوگوں کے پاس فالتو روپیہ ہو اور کام پر لگانا چاہیں وہ ہمارے پاس بھیج دیں ان کو ہر ششماہی پر معقول منافع دیا جاتا ہے۔ ایک ہزار روپیہ کا ایک حصہ ہے۔ اور روپیہ جب واپس لینے کا ارادہ ہو۔ ایک ماہ پہلے اطلاع دے کر واپس لے سکتا ہے۔

محبوب عالم اینڈ سنز
مالکان راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور

ہندوستان کی خبریں!

پشاور ۲۳ر اپریل۔ موجودہ حکمران کابل نے شاہ امان اللہ خان کے سوتیلے بھائی اسد اللہ خان کو جو جرنیل نادرخان کے بھتیجے یا بھانجے ہیں۔ شاہی خاندان کے چار دیگر افراد سمیت قید خانہ میں ڈال دیا ہے۔

بمبئی ۲۳ر اپریل۔ پشاور سے اطلاع ملی ہے کہ ۲۰ پنجابی پلٹن مقیم نوشہرہ کے میجر سی کرافٹ کو پیر کے دن ایک سپاہی نے بندوق کی گولی سے ہلاک کر ڈالا معلوم ہوا ہے۔ کہ سپاہی میجر صاحب سے بدیں وجہ ناراض تھا۔ کہ انہوں نے اس کی ترقی روک رکھی تھی اور اسے لیس نائک نہیں ہونے دیا تھا۔ نیز اس سے بدسلوکی کی تھی اسکے بعد اس نے استعفا داخل کیا۔ مگر میجر صاحب نے اُسے نامنظور کیا

معلوم ہوا ہے۔ کہ موجودہ حکمران کابل نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں جنرل نادر خان کو قوم اور ملک کا بڑا غدار بتایا گیا ہے۔ نیز اس نے ان کے سر کے لئے ۴ ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے۔

وائسرائے کا کیمپ ڈیرہ دون ۲۳ر اپریل۔ وزیر نو آبادیات کی دعوت پر حکومت ہند رائٹ آنریبل سرنیواس شاستری کو اس غرض سے مشرقی افریقہ بھیجنے کے لئے مامور کر رہی ہے۔ کہ ہلٹن ینگ کمیشن کی رپورٹ سے جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس میں مقامی ہندوستانیوں کی مدد کریں۔ گورنر کینیا کی مجلس انتظامیہ میں انڈین سول سروس کے مجوزہ تقرر کو مسٹر شاستری کے مشرقی افریقہ پہونچنے پر منسوخ کر دیا جائے گا۔

کلکتہ ۲۴۔ اپریل۔ بنگال میں طیارہ رانی کا کلب کھل چکا ہے۔ عورتیں پرواز کی مشق کرنے لگی ہیں۔ شوق پرواز یورپین اور بنگالی خواتین میں برابر پایا جاتا ہے۔

لاہور ۲۴ر اپریل۔ آج مسٹر لوئس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سنٹرل جیل میں علم الدین کے خلاف مقدمہ قتل راجپال کی سماعت کی۔ استغاثہ کی طرف سے مہتہ ایشورداس کورٹ ڈی۔ ایس۔ پی۔ اور ملزم کی طرف سے خواجہ فیروز الدین احمد بیرسٹر پیروکار تھے۔ چھرا اور پارچات کے خون آلودہ ٹکڑے جو مبصر کے پاس برائے معائنہ کلکتہ بھیجے گئے تھے۔ آج عدالت میں سربمہر پارسل کی شکل میں آگئے۔ ملزم نے عدالت کے سوال پر کہا۔ کہ میں بے گناہ ہوں۔ میں سبزی منڈی کی طرف سے آرہا تھا۔ ٹال کے قریب مجھے پکڑ لیا گیا۔ مجھے کوئی خبر نہیں۔ عدالت نے فرد جرم مرتب کر کے ملزم کو بتایا۔ کہ تمہارے خلاف ہسپتال روڈ پر راجپال کو عمداً قتل کرنے کے جرم میں دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند فرد جرم عائد کر کے تمہیں سپرد سشن کیا جاتا ہے۔ ملزم نے صحت جرم سے انکار کیا۔ مقدمہ کل پر ملتوی

ہوا۔ جبکہ ملزم صفائی کے گواہوں کی فہرست داخل کریگا

لاہور ۲۴ر اپریل۔ قارئین کو یاد ہوگا۔ کہ راجپال کے قتل کے سلسلہ میں پولیس نے ایک شخص بھتو کو بھی اعانت جرم کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ آج پولیس نے ملزم بھتو کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا۔ اور بتلایا۔ کہ اس کا معاملہ زیر تفتیش ہے۔ اور چالان مکمل نہیں۔ عدالت نے ملزم کو حکم دیا۔ کہ وہ دس ہزار روپیہ کی ضمانت اور دس ہزار روپیہ کا مچلکہ داخل کرے اس پر دو اشخاص نے پانچ پانچ ہزار کے ضمانت نامے داخل کر دیئے اور عدالت نے ملزم کو رہا کر دیا

پشاور ۲۴ر اپریل۔ افغانی سفیر متعینہ ماسکو جرنیل غلام نبی خان مزار شریف پہنچ گئے ہیں۔ اور عنقریب کابل پر یلغار کرنے والے ہیں۔

کلکتہ ۲۴ر اپریل۔ ۸ر جولائی کو ایسٹ انڈین ریلوے پر بیلور کے قریب ایکسپرس ٹرین کے پٹری سے اتر جانے کا جو حادثہ ہوا تھا۔ اس کے متعلق روزنامہ "فارورڈ" نے ۱۰۔ ۱۱ اور ۱۲ جولائی کی اشاعتوں میں مقالات سپرد قلم کئے تھے اس پر وزیر ہند کی طرف سے ایسٹ انڈین ریلوے کے افسروں کے حق میں روزنامہ مذکور کے خلاف دیوانی دعوے دائر کیا گیا۔ آج عدالت عالیہ نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ اور مجموعی طور پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ڈگری فارورڈ کے خلاف دے دی۔

کلکتہ ۲۵ر اپریل۔ اخبار "فارورڈ" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ میرٹھ کے مقدمہ سازش میں استغاثہ کا ارادہ انگلستان سے بھی گواہ لانے کا ہے۔ عام طور پر یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اس مقدمہ میں تقریباً چار سو گواہ استغاثہ کی طرف سے پیش ہونگے

لاہور ۲۵ر اپریل آج مسٹر لوئس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں راجپال کے مقدمہ قتل کا ملزم علم دین پیش کیا گیا۔ اور اس کی طرف سے ۲۵ گواہان صفائی کی فہرست داخل کی گئی۔

امرتسر ۲۶ر اپریل۔ لاہور خفیہ پولیس نے آج مسٹر گیا رام اور ان کی والدہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ گورداسپور کے رہنے والے ہیں اور پرانے کانگرسی کارکن ہیں۔ ان کے گھر کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ گرفتاریاں لاہور کے بموں کے سلسلہ میں ہوئی ہیں۔ انہیں لاہور لایا گیا ہے۔

بمبئی ۲۶ر اپریل۔ مالکان ملز اور ٹیکسٹائل ورکرز یونین کے درمیان سمجھوتہ کی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۳۰۰۰۰ مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ بمبئی کی ۸۴ ملز میں سے ۲۸ ملز بند ہو گئی ہیں۔

شملہ ۲۵ر اپریل سر نارمن بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحد ۴ مئی سے ۶ ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ کرنل ہیل ریذیڈنٹ وزیرستان کام کرینگے۔

پشاور ۲۶ر اپریل معلوم ہوا ہے۔ کہ موجودہ حکمران کابل نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ کہ شہر میں چار سے زیادہ آدمی ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے

ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۳ر اپریل۔ آبزرور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ سرجان سائمن اور ان کے دیگر ساتھی پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے جدوجہد میں مشغول ہو جائینگے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ کمیشن اپنا کام ۱۹۳۰ء کے آغاز میں ختم کر لیگا۔ لیکن ہندوستان کے موجودہ کانسٹی ٹیوشن میں ۱۹۳۱ء سے پہلے کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکیگی

لنڈن ۲۳ر اپریل۔ مسٹر اے جے کک رہنمائے کان کنان انگلستان نے شہزادہ ولی عہد کی بہت تعریف کی تھی۔ کہ انہوں نے کان کنوں کی امداد فرمائی۔ اس واقعہ کو برطانیہ کی اشتراکی جماعت لے اُڑی ہے اور مسٹر کک کو خوب صلوتیں سنائی جا رہی ہیں۔ انہیں لکھا گیا ہے۔ کہ مزدوروں سے تمہاری غداری حد سے بڑھ گئی ہے۔ تمہاری یہ غلامانہ روش مزدوروں کو تم سے بیزار کر دیگی۔ مسٹر کک نے ایک جلسہ میں اپنی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کی مگر ان پر خوب آوازے کسے گئے۔

میڈرڈ ۲۰ر اپریل۔ جنگلات کی آتشزدگیوں نے تباہ کن صورت اختیار کر لی ہے کھیت آگ کی نذر ہو رہے ہیں اور کسی طرح آگ بجھائی نہیں جا سکتی۔ باشندے بڑی سرعت کے ساتھ گھر بار اور مال و منال چھوڑ چھاڑ کر بھاگ رہے ہیں شمالی ریلوے اور دیگر مواصلاتی لائنوں پر آمد و رفت بند ہو گئی ہے اس لئے کہ آگ بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

نیویارک ۲۳ر اپریل۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر جمہوریہ مسٹر ہوور نے ایک جلسہ ضیافت میں بیان کیا۔ کہ امریکہ میں انسان کی جان دوسرے ممالک کی نسبت بہت کم محفوظ ہے۔ ہر سال قتل کی نو ہزار وارداتیں ہوتی ہیں۔ قاتلوں میں سے صرف پچاس فی صدی گرفتار ہوتے ہیں۔ اور مقدمات کی سماعت کے بعد صرف ۱۵ فی صدی ملزموں کو سزائیں ملتی ہیں

پاؤنیر کا بیان ہے۔ کہ ملک معظم کی علالت پر محض ڈاکٹروں اور دوائیوں پر اس وقت تک ۴۵ ہزار پونڈ یعنی ۶ لاکھ ۷۵ ہزار روپیہ خرچ آ چکے ہیں۔ دیگر معاملات پر جو خرچ آیا ہے اور یا ابھی اور جو کچھ خرچ ہوگا۔ اس کے متعلق ابھی تک اندازہ نہیں لگایا گیا۔

لنڈن ۲۵ر اپریل۔ سائمن کمیشن کے لنڈن پہنچنے پر وہ ریلوے پلیٹ فارم پبلک کے لئے بند کر دیا گیا۔ جس پر کمیشن کا ٹرین کھڑی ہوئی۔ صرف ان لوگوں کو جنہوں نے کمشنروں کا خیر مقدم کیا۔ پلیٹ فارم پر جانے کی اجازت دی گئی۔ اور وہ بھی پاس پروانہ کے پیش کرنے پر جو وائٹ ہال سے دیا گیا تھا۔

ناکرو ۲۳ر اپریل نیروبی میں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کی پارٹیوں میں سخت فساد ہو گیا۔ ایک آریہ سماجی کے پیٹ میں چھرا گھونپا گیا۔ اور ایک اور ہندوستانی زخمی ہوا۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے مجمع کو منتشر کر دیا۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)